



مرکزی مجلس شوریٰ کا انتخابی اجلاس

کو جامعہ سعیدیہ سلفیہ خانیوال
میں منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ

15 مارچ



سعودی عرب

مملکت کے ساتھ
اہل حدیث کے قدیمی روابط
تاریخ کے آئینہ میں!

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

چند دنوں میں وہ کیسے
امیر قرین صحابی بن گئے؟

تلاوتِ قرآن
کے آداب!



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ



قرآن و سنت
کی روشنی میں

- حقوق اللہ اور حقوق العباد.....؟
- عورتوں کے بال فروخت کرنا.....؟
- موبائل میں گھنٹی کی بجائے قرآنی آیات.....؟

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

نماز... ذریعہ نصرت الہی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَسْتَوِيْنُوْا بِالْحَسْبِ وَالْقُلُوْبِ وَالْكَفِيْرَةِ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ (البقرہ)

”اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرتے رہو اور (یاد رکھو کہ) یہ (نماز) ڈرنے والوں کے سوا اوروں کے لیے بہت بڑی (بوجھل) چیز ہے۔“

جس طرح کسی تعمیراتی ڈھانچہ کو کھڑا رکھنے کے لیے سہاروں اور ستونوں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح مسلمان کو اپنا دین قائم اور اسے محفوظ رکھنے کے لیے بھی ستونوں کی ضرورت ہے اور نبی کریم ﷺ نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ یعنی جو شخص اس نماز کو قائم اور اس کی پابندی کرے گا وہی اپنے دین کو بچانے اور اسے قائم رکھنے میں کامیاب ہو پائے گا۔ لیکن اگر اس ستون کو قائم نہ رکھ پائے تو پھر گویا وہ اپنے دین کو بھی نہ قائم رکھ پائے گا۔

آیت مذکورہ میں بھی اور کتاب ہدایت میں دوسرے مقامات پر بھی تعلیمات موجود ہیں کہ اگر نماز کو اللہ کا حکم اور دین کا اہم رکن سمجھ کر اس کی ادائیگی کی جائے تو اس میں بہت سارے دنیوی فوائد بھی مضمر ہیں۔ صبر کے ساتھ مصائب برداشت کرنا اور اس کے ذریعے اللہ کی مدد حاصل کرنا اور پھر نماز کے ذریعے اللہ کی نصرت چاہنا۔ اس کے مثبت نتائج بھی قرآن مجید میں ہی ذکر کیے گئے ہیں:

نماز انسان کو اعلیٰ انسانی اخلاقی اقدار کا پابند رکھتی ہے اور انسان ایسی عادات و اطوار سے بچا رہتا ہے جو اس حضرت انسان کے شایان شان نہیں:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت: 48)

”یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

نماز ایک ایسا ہتھیار ہے جو انسان میں خشوع و خضوع کی صفت پیدا کرتا ہے اور انسانی طبیعت سے فخر و غرور اور تکبر کے جراثیم کو نکال باہر کرتا ہے۔ اسی طرح نماز ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جو انسان کو قانع بناتا ہے اور پھر انسان اللہ کی عطا پر راضی رہتے ہوئے خوشگوار زندگی گزارتا ہے۔ اس کے دل سے لالچ، حرص اور طمع کو نکال دیا جاتا ہے اور یہی وہ صفاتِ مذلیلہ ہیں جو انسان کو برائی کی طرف مائل کرتی ہیں اور انسان زیادہ سے زیادہ کے حصول کے لیے حلال و حرام کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا تَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعٰقِبَةُ لِلتَّقٰوٰی﴾ (طہ)

”اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجیے اور خود بھی اس پر کار بند رہیے ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ ہم خود یہ رزق آپ تک پہنچائیں گے اور بالآخر کامیابی اور بول بالا صرف تقویٰ اختیار کرنے والوں کے ہی حصہ میں آئے گا۔“

دس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

چار چیزوں سے اللہ کی پناہ

فرمان نبوی ﷺ ہے: [اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یُحْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعَاٍ لَا یَسْمَعُ] (رواہ احمد و ابوداؤد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں: ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے اور ایسے دل سے جو رتنا نہیں اور ایسے نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے جو سنی نہیں جاتی۔“ (مسند احمد و ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب فرمائی۔ مندرجہ بالا حدیث میں آپ نے ان چار چیزوں سے پناہ طلب کی ہے جو ہر انسان کی ذات سے تعلق رکھنے والی ہیں۔

پہلی چیز: علم کا حصول ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی بھلائی یا برائی کے متعلق ضرور جانے اپنی عاقبت بہتر بنانے اور کسب معاش کے لیے علم حاصل کرے، لیکن اگر علم حاصل کرنے کے باوجود وہ اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو وہی علم اس کے لیے قیامت کے دن پریشانی کا باعث ہوگا۔ علم کے ساتھ ہی انسان اپنے رب کو پہچانتا ہے۔ لیکن اگر جان بوجھ کر اپنے رب کی ناشکری کرے گا تو زیادہ مجرم ہوگا۔ علم نجات کا راستہ دکھاتا ہے، اگر کسی کا علم اسے گمراہی کی طرف لے جاتا ہے تو ایسے علم سے اللہ کی پناہ میں آنا بہتر ہے۔

دوسری چیز: جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے اللہ کی پناہ کا ذکر فرمایا، ایسا دل ہے جس میں خوفِ خدا نہ ہو۔ اللہ کا خوف ہی انسان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔ جس دل میں اللہ کا ڈر نہیں وہ اپنی ہر خواہش جائز ہو یا ناجائز پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کے خوف سے مراد یہ احساس ہو کہ اگر میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ مجھے دنیا میں بھی سزا دے گا اور آخرت میں رسوا کرے گا۔ اللہ کا خوف ہی ہے جو انسان کو گناہ سے روکتا ہے۔ اگر خوفِ الہی نہ ہو تو وہ دل بے کار ہے غافل ہے جس سے آپ ﷺ نے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ چونکہ تقویٰ کا مقام دل ہے اس لیے دل کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

تیسری چیز: وہ نفس ہے جو سیر نہیں ہوتا۔ سیر ہونے کے دو مفہوم ہیں: ایک ظاہری معنی ہے کہ ہر وقت کھاتا پیتا ہے وہ زندہ صرف کھانے کے لیے ہے۔ حرام و حلال کی تمیز نہیں کرتا سب کچھ کھا کر بھی اس کی نظریں بھوکی ہیں ایسا شخص معاشرے میں ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کی تمنائیں بڑھتی ہی رہتی ہیں۔ قناعت سے دور لالچی انسان واقع ہوا ہو۔ یہ بھی بری عادت ہے ایسا انسان اپنے مالک کا ناشکر ابن جاتا ہے۔

چوتھی چیز: وہ دعا جو قبول نہ ہو۔ پکارنے والا پکارتا رہتا ہے مگر کوئی نہیں سنتا، ایسی دعا جس میں ظلم و نافرمانی ہو اللہ اسے قبول نہیں کرتا۔ لہذا ان چار چیزوں کے بارے میں ہر بندے کو مثبت راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

پتنگ بازی..... ایک جان لیوا کھیل!

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اس کا تعلق خواہ معاشرت سے ہو یا معیشت سے ہو یا تدبیر منزل سے۔ خارجی حالات سے ہو یا معاشرہ سے۔ الغرض زندگی کا کوئی پہلو اسلام کی تعلیمات کے دائرہ سے باہر نہیں ہے۔ ہر زمان و مکان میں پوری نسل انسانی اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دارین میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔ ایک وقت تھا جب مسلمان اسلام پر کاربند ہو کر دنیا میں جلال و جمال کے مالک تھے مگر آج اپنی بے عملی کی وجہ سے تنزلی کا شکار ہیں۔ ان میں گروہ بندی اور فرقہ بندی پیدا ہو گئی ہے جس سے امت مسلمہ کو بے حد نقصان پہنچ رہا ہے۔ اسلام تو اتفاق و اتحاد اور امن و سلامتی کا داعی ہے اور کتاب و سنت کی بنیاد پر باہم متحد ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ غیر اسلامی تہذیبیں اسلامی تہذیب کو ختم کرنا چاہتی ہیں۔ آج تفرقہ و ثقافت کے نام پر ایسے تہوار منانے شروع کر دیئے ہیں جن کا مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ امر تو واضح ہے کہ برصغیر میں مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا ہے۔ بسنت اور پتنگ بازی کی رسم ان میں راہ پا گئی جسے قیام پاکستان کے بعد بھی دیں نکالا نہیں دیا گیا۔ ملک میں غربت، بیروزگاری اور مہنگائی کے دور میں پتنگ بازی کے ذریعے جان و مال کا ضیاع ایک المیہ سے کم نہیں۔

بسنت اور پتنگ دو الگ الگ مشرکانہ عقائد اور تہواروں کا حصہ ہیں لیکن ان دونوں کا باہم ربط و تعلق کیسے ہوا؟ اس کا پس منظر روزنامہ نوائے وقت لاہور (۴ فروری ۱۹۹۳ء) کی ایک مختصر رپورٹ کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ بسنت خالص ہندو تہوار ہے اور اس کا موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت میں بسنت کی کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے۔ لیکن لائسنس یافتہ لابی کی کوششوں سے بسنت کو پاکستان میں مسلمانوں نے موسمی تہوار بنا لیا تھا۔ بسنت کی حقیقت کیا ہے اور اس کا آغاز اس طرح ہوا کہ قریباً دو سو برس قبل لاہور کے ایک ہندو طالب علم حقیقت رائے نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے خلاف دشنام طرازی کی۔ مغل دور تھا اور قاضی نے ہندو طالب علم کو سزائے موت سنا دی۔ اس ہندو طالب علم نے اقرار جرم کر لیا تھا لہذا اسے پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی لاہور میں علاقہ گھوڑے شاہ میں سکھ نیشنل کالج کی گراؤنڈ میں دی گئی۔ قیام پاکستان سے پہلے ہندوؤں نے اس جگہ یادگار کے طور پر ایک مندر بھی تعمیر کیا لیکن یہ مندر آباد نہ ہو سکا اور قیام پاکستان کے چند برس بعد سکھ نیشنل کالج کے آثار بھی مٹ گئے۔ اب یہ جگہ انجینئرنگ یونیورسٹی کا حصہ بن چکی ہے۔ ہندوؤں نے اس واقعہ کو تاریخ بنانے کے لیے اپنے اس ہندو طالب علم کی پھانسی کو بسنت کا نام دیا اور جشن کے طور پر پتنگ اڑانے شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ یہ پتنگ بازی لاہور کے علاوہ انڈیا کے دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔ اب ہندو تو اس بسنت کی بنیاد کو بھی بھول چکے مگر پاکستان میں مسلمان بسنت منا کر اسلام کی رسوائی کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔“

پتنگ بازی کی حشر سامانیوں سے بھی آگاہ ہیں کہ عام طور کے ساتھ دھاتی تار اور پھر کیمیکل کے استعمال سے ڈور انسانی جانوں کی دشمن بن گئی۔ ۲۰۰۳ء میں صرف لاہور میں دس افراد گلا گٹنے سے جان بحق اور تین سو سے زائد زخمی ہوئے۔ ۲۰۰۵ء میں بسنت کے دوران چالیس افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ چنانچہ حکومت نے پتنگ بازی پر پابندی لگا دی مگر موت کا یہ کھیل پھر بھی جاری رہا۔ جس سے کئی گھروں کے چراغ گل ہوئے۔ پنجاب حکومت نے آج بھی پابندی لگا رکھی ہے اور اس خطرناک کھیل کے نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے حکومت نے شاہراہوں پر بینر بھی لگا رکھے ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی پتنگ اور ڈور بنانے والوں کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ اس طرح عوام نے کسی حد تک سکھ کا سانس لیا ہے۔ اس کے باوجود خلاف ورزی کرنے والے باز نہیں آتے۔ پتنگ بازوں نے اب لاہور سے باہر کے شہروں کا رخ کر لیا ہے۔ چند روز قبل فیصل آباد میں پتنگ بازی کے دوران فائرنگ سے ایک شخص جاں بحق جبکہ سات زخمی ہو گئے۔ ڈور بھرنے سے ساہیوال میں دو افراد زخمی



☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی
اس شمارہ میں

1	درس قرآن و حدیث
2	اداریہ
4	احکام و مسائل
6	جدید صحافت..... (حلبہ حرم)
9	دعوتِ گدی کے خلاف جگ
10	سیدنا عبدالرحمن بن عوف
13	قرآن کریم اور عادات کے آداب
16	اہل حدیث اور مملکت سعودی عرب
19	قیامت کے دن کی رسوائی
21	مصائب میں مہر کرنے والوں کا مقام
23	یادِ رفیقان..... قاری عبدالخالق رحمانی
24	طب و صحت
25	اخبار الجماعہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور تریل زمرینجر کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اہل حدیث“
چوک اہل حدیث (المعرفہ بقی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک	
سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ دی پی	535/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
نی پرچہ	15/- روپے

بیت پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”المسٹر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

ہو گئے۔ اس کے باوجود بہت سے علاقوں میں پتنگ بازی ہوتی رہی۔ گوجرانوالہ کے کئی مقامات پر پتنگ بازی پر کئی افراد گرفتار کر لیے گئے۔ ڈی ٹاؤپ کالونی فیصل آباد میں دو افراد گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے ۱۸۰۰ پتنگیں پندرہ دوڑ بنانے والی مشینیں اور بیسیوں چرخیاں برآمد کر لیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پتنگ بازوں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ ایسے حالات میں قانون شکنی کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے اس خونی کھیل پر مستقل پابندی کو یقینی بنایا جائے تاکہ شہریوں کا سکون برباد نہ ہو اور معاشرہ غیر اخلاقی حرکات اور فضول خرچی سے محفوظ رہ سکے۔

قانونی تقاضے پورے کرنے والے غیر ملکی طلبہ کو دینی مدارس سے نہ نکالا جائے

دہشت گردی کے نام پر دینی مدارس کو بدنام کرنا غیر ملکی ایجنڈا ہے۔ امیر محترم پروفیسر ساجد میر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ قانونی تقاضے پورے کرنے والے غیر ملکی طلبہ کو دینی مدارس سے نہ نکالا جائے۔ اگر دنیاوی علوم کے لیے باہر سے طلبہ آسکتے ہیں تو دینی تعلیم کے لیے کیوں نہیں۔ جہاں تک کسی طالب علم کی مشکوک سرگرمیوں کا تعلق ہے تو ان کی مانیٹرنگ کاٹھوس میکانزم بنانا حکومت اور سیکورٹی اداروں کا کام ہے۔ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردی کے نام پر دینی مدارس کو بدنام کرنا غیر ملکی ایجنڈا ہے۔ دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعے ہیں اور ان کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ مدارس دینی علوم کی ترویج میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں، ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ غیر ملکی طاقتیں دینی مدارس کو دہشت گرد قرار دیکر مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لاؤڈ سپیکر کا ناجائز استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ محض مسلکی تعصب کی بنیاد پر انتظامیہ اور بعض پولیس اہلکار علماء کے خلاف مقدمات درج کر رہے ہیں جو ناقابل برداشت ہے۔ پنجاب میں علماء کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جا رہا ہے، نظر بندیوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری ہے جس کے منفی نتائج نکلیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف ایکشن لیا جائے مگر بے گناہوں کو تنگ کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ (میڈیا سیل)

مرکزی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے دستور کی دفعہ 17 (2) کے تحت مرکزی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس اتوار 15 مارچ 2015ء کو طلب کیا ہے۔ یہ اجلاس جامعہ سعیدیہ سلفیہ خانیوال میں 11:00 بجے دن قبل از دوپہر منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ

چونکہ یہ مرکزی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس ہے اس لیے اس میں صرف مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے انتخابات اور اس سے متعلقہ ضروری امور طے کیے جائیں گے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

الف دستور کی دفعہ 20 (1) کے حوالہ سے انتخاب کے طریقہ پر غور اور ضرورت پڑنے پر اس میں ترمیم۔

ب مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ لاہور بتاریخ 11 مئی 2014ء میں زیر غور لائی گئی دفعہ 20 (3) ب کی حتمی شکل کی منظوری۔

مذکورہ دفعہ 20 (1) ہی کے تحت مرکزی امیر، ناظم اعلیٰ اور ناظم مالیات کا انتخاب۔

نوٹ: (i) چونکہ یہ خصوصی اجلاس ہے اس لیے اس میں مذکورہ ایجنڈا کے علاوہ دیگر امور زیر بحث نہیں لائے جاسکیں گے۔

(ii) دستور کی دفعہ 14 (6) کے تحت ضلعی اور شہری جمعیتوں کے انتخاب کی اطلاع کے لیے دو ہفتے کا ٹائم فریم دستور کے تحت مرکزی

انتخاب کے لیے لاگو نہیں ہے۔

ضروری ہدایات: ① اجلاس میں صرف ارکان شوریٰ ہی شریک ہوں گے اس لیے کسی غیر رکن شوریٰ کو ساتھ نہ لائیں۔ ② اپنا قومی شناختی کارڈ اور دعوت نامہ ہمراہ لائیں۔ ③ کسی رکن شوریٰ کی طرف سے اتھارٹی لیٹر کے باوجود کوئی دوسرا شخص شرکت نہیں کر سکے گا۔ ④ دور دراز سے آنے والے ارکان شوریٰ کے قیام و طعام کا انتظام جامعہ سعیدیہ سلفیہ خانیوال میں ہی ہوگا۔ والسلام

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

ابو محمد عبدالستار احمد
مرکز الدراسات الاسلامیہ

Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com



حکام و مسائل

حقوق اللہ اور حقوق العباد

سوال

واعظین اکثر بیان کرتے ہیں کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے جب تک اسے صاحب حق معاف نہ کرے اور حقوق اللہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں اب سوال یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعیین کس طرح کی جائے گی؟

جواب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اسے شرعی احکام کو بجالانے کا مکلف ٹھہرایا ہے ان شرعی احکام کی بجا آوری سے مقصود اگر معاشرہ کی عام مصلحت ہے تو ایسے شرعی احکام کو حقوق اللہ اور اگر کوئی خاص مصلحت ہے تو ایسے احکام کو حقوق العباد کا نام دیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک شرعی حکم میں اللہ تعالیٰ اور بندے دونوں کا حق جمع ہو جاتا ہے لیکن اس میں اللہ کا حق غالب ہوگا جبکہ اس کے برعکس کسی حکم میں بندے کے حق کو غلبہ ہوتا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حقوق اللہ:

وہ حق جس کا تعلق عام منفعت سے ہو اور کسی کے ساتھ مخصوص نہ ہو اسے معاشرے کا حق بھی کہا جاتا ہے اس کی اہمیت اور عمومی نفع کے پیش نظر اسے تمام لوگوں کے پروردگار کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس قسم کے حق کو کوئی انسان ساقط نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے چھوڑنے یا اس کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی اجازت ہے۔ مندرجہ ذیل چیزیں حقوق اللہ میں شامل ہیں:

- ❖ خالص عبادات: ان سے مراد وہ افعال ہیں جن سے مقصود رضا الہی، معاشرہ کا قیام اور اس کی اصلاح کے لیے انتظام و انصرام ہے۔ جیسے ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ۔ ان عبادات سے مقصود ایسی مصلحتوں کا حصول ہے جن کا نفع معاشرہ کی طرف لوٹتا ہے۔
- ❖ ایسی عبادات جن کی ادائیگی میں اللہ کی رضا کے ساتھ دوسرے انسانوں کی کفالت کا بوجھ بھی شامل ہوتا ہے جیسے صدقہ فطر۔ اسے ادا کرنے والا محتاج پر خرچ کرنے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ یعنی یہ عبادت کسی دوسرے محتاج کی وجہ سے اس پر فرض ہے جبکہ عبادات خالصہ میں ایسا نہیں ہوتا۔
- ❖ قابلِ عمر زمینوں کی پیداوار سے مخصوص حصہ ادا کرنا اس میں عبادات کا پہلو بھی ہے کہ زمین کی پیداوار سے دسواں یا بیسواں حصہ بطور زکوٰۃ وصول کیا جاتا ہے اور معاشرے میں غرباء پر تقسیم کیا جاتا ہے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔
- ❖ عقوبات کاملہ: اس سے مراد وہ سزائیں ہیں جن میں سزا کے علاوہ کوئی دوسرا پہلو مد نظر نہیں ہوتا۔ مثلاً ایسی سزائیں جو شریعت نے معاشرے کی اصلاح کے لیے مقرر کی ہیں۔ جیسے چوری اور شراب نوشی کی سزا وغیرہ۔ انہیں حدود بھی کہتے ہیں اور یہ کسی کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتیں۔
- ❖ ناقص سزائیں جیسے قاتل کو اس کی وراثت سے محروم کیا جاتا ہے یہ ایک منفی سزا ہے جس میں قاتل کو اس کی فنی جائیداد سے محروم رکھا جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے کیونکہ تمام وارث اپنی رضا مندی سے قاتل کو وراثت میں شامل کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔
- ❖ مختلف کفارات جن میں بدنی سزا اور عبادت کا عنصر پایا جاتا ہے۔ مثلاً قسم توڑنے کا کفارہ وغیرہ اس میں اللہ کی نافرمانی کرنے پر سزا بھی ہے اور اس میں عبادت کا مفہوم بھی ہے کہ ان کی وجہ سے کفارہ ادا کیا جاتا ہے۔
- ❖ ایسے حقوق جو خود بخود قائم ہوتے ہیں اور اس میں مکلف کی ذمہ داری کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ مثلاً مال غنیمت سے پانچویں حصے کی ادائیگی وغیرہ۔ یہ حق اللہ تعالیٰ کا ذاتی ہے اور ابتداء ہی سے اس کے لیے ہے۔

حقوق العباد:

- ❖ اس سے مراد وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی سے کسی خاص فرد کی مصلحت مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کا نقصان کرنے پر اس کا تاوان اور قرض و دین وغیرہ اس کی ادائیگی میں دوسرے شخص کی مصلحت ہوتی ہے اور اگر وہ چاہے تو اسے معاف بھی کر سکتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے حقوق میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے۔
- ❖ کچھ ایسے حقوق ہیں جن میں بندے اور اللہ کا حق شامل ہوتا ہے لیکن اس میں اللہ کا حق غالب ہوتا ہے اسے کسی طور پر ساقط نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے حد قذف ہے کسی پر جھوٹا الزام لگانے پر اسے جاری کیا جاتا ہے۔ اس کی سزا دینے میں عام مصلحت ہے کہ معاشرہ برائی سے پاک ہو جاتا ہے اس اعتبار سے یہ اللہ کا حق ہے اور دوسرے اعتبار سے جس شخص پر تہمت لگائی جاتی ہے اس کی خاص مصلحت بھی ہوتی ہے کہ اس کی شرافت و عفت کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے عار کو دور کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بندے کا حق ہے۔ تاہم اس میں اللہ کا حق غالب ہے کیونکہ کسی کے معاف کردینے سے یہ معاف نہیں ہوتی۔
- ❖ کچھ ایسے حقوق بھی ہیں جن میں بندے اور اللہ دونوں کا حق شامل ہوتا ہے لیکن ان میں بندے کا حق غالب ہوتا ہے وہ چاہے تو اسے معاف کر سکتا ہے جیسا کہ دانستہ قتل کرنے کی

صورت میں قاتل سے قصاص لیا جاتا ہے۔ اس قصاص میں عمومی مصلحت بھی ہے کہ معاشرہ میں امن و سکون ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ اللہ کا حق ہے اور ایک دوسرے اعتبار سے قصاص لینے میں ایک خاص فرد کی مصلحت بھی پوری ہوتی ہے کہ مقتول کے ورثاء کو تسکین ہوتی ہے۔ لیکن اس میں بندے کے حق کو غلبہ دیا گیا ہے کہ وہ قصاص معاف کر کے دیت لینے پر راضی ہو جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ”اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے تو اسے بھلائی کی اتباع کرنا چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنا چاہیے۔ تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے۔ (البقرہ: ۱۷۸)“

اس تفصیل سے حقوق اللہ اور حقوق العباد معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ واللہ اعلم!

عورتوں کے بال فروخت کرنا

سوال

میرا کاروبار یہ ہے کہ میں عورتوں کے بال کوڑے کرکٹ سے اکٹھے کرتا ہوں یا کھروں سے خرید لیتا ہوں پھر انہیں چائنا کی ایک کمپنی کو منگے داموں فروخت کرتا ہوں وہ ان بالوں سے وگس تیار کرتی ہے جسے گنتے حضرات استعمال کرتے ہیں۔ کیا ایسا کاروبار جائز ہے؟

جواب

انسان اور انسان کے تمام اعضاء و اجزاء قابل احترام ہیں اس کے اعضاء اور اجزاء کے قابل احترام ہونے کی وجہ سے خرید و فروخت حرام ہے یہ بال بھی انسان کے اجزاء سے ہیں جو محل بیع نہیں ہیں۔ لہذا ان کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں۔ لہذا بالوں کو گھروں سے خریدنا یا کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے اکٹھے کر کے انہیں آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔ ان کی خرید و فروخت اس لیے بھی منع ہے کہ یہ آگے ایک ناجائز کام کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ پہلے دور میں بالوں کے ساتھ دوسرے بال بیوند کیے جاتے تھے جسے اسلام نے منع فرمایا۔ چنانچہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے بال کے ساتھ بال بیوند کرنے والی اور بیوند کرانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔“ (بخاری الملباس: ۵۹۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے بال کے ساتھ بال لگانے والی اور لگوانے والی دونوں پر لعنت کی ہے۔“ (بخاری الملباس: ۵۹۳۳)

ایک دفعہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دور حکومت میں مدینہ طیبہ آئے اور انہیں بالوں کی وگ ملی تو آپ نے فرمایا: ”میں نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ کوئی مسلمان یہ کام کرتا ہوگا“ رسول اللہ ﷺ نے اسے جعل سازی اور جھوٹ قرار دیا ہے۔ یعنی بالوں کی اس طرح بیوند کاری کرنے کو آپ ﷺ نے جھوٹ کہا ہے۔“ (بخاری الملباس: ۵۹۳۷)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کی ہلاکت کا یہی سبب ہوا کہ انہوں نے ایسے کام شروع کر دیے تھے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔“ (بخاری الملباس: ۵۹۳۲)

بہر حال انسانی بالوں یا دوسرے اعضاء کا کاروبار شرعاً جائز نہیں۔ لیکن اس وقت اس کاروبار کی تنگی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب اسے کسی ناجائز کام کے لیے استعمال کیا جائے۔ سائل کو چاہیے کہ وہ کوئی دوسرا جائز کاروبار کرے اس قسم کے حرام اور ناجائز کاروبار کو اختیار کرنا ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ حلال اور جائز کاروبار کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

موبائل میں گھنٹی کے بجائے قرآنی آیات کی آواز

سوال

ہمارے ہاں کچھ موبائل ایسے ہیں کہ جب فون دوسرے سے ملایا جاتا ہے تو گھنٹی کے بجائے قرآنی آیات پڑھنے کی آواز آتی ہے، کیا موبائل میں قرآنی آیات داخل کی جاسکتی ہیں؟

موجودہ دور میں موبائل کی ایجاد انتہائی سودمند ہے، اس کا اہم فائدہ یہ ہے کہ انسان رابطے میں رہتا ہے، لیکن اس کے غلط استعمال نے ہمارے معاشرہ میں بہت سے مفاسد پھیلا دیئے ہیں۔ موبائل میں قرآنی آیات داخل کرنا درست نہیں کیونکہ اس سے درج ذیل مفاسد جنم لیتے ہیں:

جواب

- ❖ قرآن کریم کو ایک حقیر دنیوی مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔
 - ❖ قرآن کریم ایک انقلابی کتاب ہے اور اس سے عملی طور پر معاشرہ میں صالح انقلاب مقصود ہے، جبکہ موبائل میں انہیں داخل کرنا اس عظیم مقصد کے برعکس ہے۔
 - ❖ بعض اوقات آیات کو سننے کے بجائے انہیں درمیان میں ہی قطع کرنا پڑتا ہے جو کہ قرآن کریم کی انتہائی بے ادبی ہے۔
 - ❖ بعض اوقات انسان لیٹرین میں ہوتا ہے کہ اچانک موبائل میں قرآنی آیات نشر ہونا شروع ہو جاتی ہیں جو کہ قرآنی ادب و احترام کے منافی ہے۔
 - ❖ ہمارے اسلاف قرآن کریم کو دنیاوی اغراض و مقاصد کے استعمال کے لیے انتہائی ناپسند کرتے تھے۔
- اس لیے ہمارے رجحان کے مطابق اپنے موبائل میں سادہ گھنٹی کی آواز ہی سیٹ کر لی جائے اور قرآنی آیات کے داخل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)



جدید صحافت اور میڈیا کا کردار

ترجمہ — جناب حافظ محمد سرور — فتویٰ — جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد:

لوگو! میں تمہیں اور خود کو اللہ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ اس سے ڈرتے رہو، اپنے کان اپنے رب کے پیغام پر لگا دو، اپنی ذات کو اس کے حقوق کی پاسبان بنا دو، اپنے قدموں کو اس کی رضا میں دوڑاؤ اور اس دن کے لیے تیاری کرو جس دن تمہاری پیشی ہوگی اور کوئی بھی چیز تم سے چھپی نہیں رہے گی۔ قیمتی لمحات کو غنیمت جانو اور عبرتوں اور نصیحتوں پر غور و فکر کرو جو تمہیں بتاتی ہیں کہ کتنے ہی شہر تھے جو ختم ہو گئے اور کتنے ہی نشانات تھے جو مٹ گئے۔ تم لوگوں نے موت اور بھجھوڑنے والے واقعات

و حوادث کا مشاہدہ کیا ہے۔ سو اللہ کے معاملے میں اپنے نفس کو سدھار لو، اس طرح تمہی کامیاب رہو گے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور)
”اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔“

اے اہل اسلام! زندگی دراصل گنی ہوئی سانسوں اور محدود گھڑیوں کا نام ہے، وقت کا ضیاع عمر کا ضیاع ہے اور اپنے لمحات کی بربادی درحقیقت اپنی ذات کی تباہی ہے۔ اس بربادی اور ضیاع سے انسانی ذات میں بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور زندگی میں بے چینی، اخلاق اور کردار میں بگاڑ، تعلقات میں کھینچا تانی، ذمہ داریوں میں کوتاہی اور تنگ و دو میں کمزوری جیسی برائیاں درآتی ہیں۔ اسی بناء پر جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی پر کرم فرماتا ہے تو اس کے لیے نیکی کے دروازے کھول دیتا ہے، اچھائی کی راہیں آسان کر دیتا ہے، اس کی عمر میں برکت ڈال دیتا ہے، جسے وہ اللہ کی فرمانبرداری میں لگاتا ہے اور

اسے نیک اعمال کی توفیق عطا کر دیتا ہے۔

جبکہ دوسری طرف اصل بے بسی یہ ہے کہ آدمی کی زندگی ضائع ہو جائے، وہ گناہ کی راہوں پر چلتا رہے، شر کی پگھلندہ یوں پر گامزن رہے، عارضی لذتوں کے پیچھے ہانپتا رہے اور اپنے دن غیر سودمندانہ کاموں میں ضائع کرتا رہے۔

اے برادرانِ گرامی! اس دور کے لوگوں کو جن چیزوں سے دو چار ہونا پڑا ہے، انہی میں سے ایک ”جدید صحافت“ ہے جس میں معاشرتی رابطے اور معلومات کی ویب سائیں، بلاگ، ذاتی اکاؤنٹ، تبادلہ خیال کے فورم اور مجلسیں وغیرہ جیسی متنوع اور رنگارنگ چیزیں شامل ہیں۔

زندگی دراصل گنی ہوئی سانسوں اور محدود گھڑیوں کا نام ہے، وقت کا ضیاع عمر کا ضیاع ہے اور اپنے لمحات کی بربادی درحقیقت اپنی ذات کی تباہی ہے۔

جہاں تک صحافت کے پرانے انداز کا تعلق ہے تو اسے لوگ ”جامد صحافت“ کہتے ہیں کیونکہ وہ یکطرفہ ہوتی ہے جس میں خبر وصول کرنے والا کوئی رائے، کوئی نظریہ، کوئی خیال یا کوئی بات پیش نہیں کر سکتا۔

جبکہ جدید صحافت اپنے تمام تر آلات و وسائل کے ساتھ ایک زندہ صحافت ہے جس میں پیغام رساں اور خبر وصول کرنے والا دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اپنی رائے، بات اور خیال کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔

اے اہل اسلام! جدید صحافت لوگوں کے چلن اور عادتوں پر بے پناہ اور دور رس اثرات ڈالتی ہے اور بہت ساری مفید اور نقصان دہ اور ایجابی اور سلبی معاشرتی تبدیلیاں پیدا کرتی ہے۔

یہ ایک سنگین صحافت ہے جو جغرافیائی حدود کی پابند نہیں، جس کے ذریعے دنیا کے تمام خطوں، براعظموں اور علاقوں کے لوگ باہم مل گئے ہیں، جس نے دنیا کے مختلف حصوں میں ظہور پذیر ہو کر دنیا کے رنگ بدل ڈالے ہیں

اور جس کی بدولت زمانی اور مکانی مسافتیں ختم ہوئی ہیں۔ اقوام اور معاشروں، افراد اور خاندانوں کی زندگی میں اس کا کردار انتہائی اہم ہے، اس نے ربط و اتصال کی دنیا میں بڑے معرے سر کیے ہیں۔ لوگ اس کی بدولت اندرون اور بیرون ملک میں، دوست ہوں یا اجنبی، جاننے والے ہوں یا نا آشنا، سب کے ساتھ تبادلہ خیال کرتے ہیں، اسرار و معلومات اور ثقافتوں کا تبادلہ کرتے ہیں اور آشناؤں اور نا آشناؤں کے ساتھ ان گنت سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔

اے اہل اسلام! تلقین حق اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس سارے سلسلے کا بغور جائزہ لیا جائے، اس کے ایجابی اور مفید عناصر حاصل کیے جائیں۔ اس کے فوائد بڑھائے جائیں اور اپنے وقت اور زندگی کو مفید کام میں لگایا جائے جبکہ سلبی چیزوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ان سے اجتناب کیا جائے، اپنی ذات کی پاسبانی، امت کی ہمدردی اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا یہی تقاضا ہے۔

اے برادرانِ گرامی! ذرائع ابلاغ کے ایجابی عناصر اور فوائد و منافع میں یہ باتیں شامل ہیں کہ افراد اور معاشروں یعنی رشتہ داروں، دوستوں اور ہم پیشہ و ہم میدان لوگوں میں عمدہ تعلقات استوار ہوتے ہیں، رسائل و کلمات کے ذریعے مفید معلومات کا تبادلہ ہوتا ہے اور ایک ایسا معاشرہ پروان چڑھتا ہے جو باہمی محبت و ہمدردی اور نیکی کی راہ میں تعاون کے جذبات سے معمور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سے وقت، مال اور توانائی کی بچت ہوتی ہے جبکہ ایک دوسرے کے ساتھ ربط اور حصول مقصود میں تیزی آ جاتی ہے

بلکہ یہ تعلیم و تعلم، تبلیغ و تلقین، نصیحت، نیکی اور تقویٰ کی راہ میں تعاون اور گناہ اور برائی سے بچنے اور بچانے کا

ایک کارگر وکیل ہے۔

دور اور نزدیک کے لوگوں سے رابطہ بڑھانے میں اس صحافت کے نئے نئے انداز اور حیران کن نتائج ہیں، تخلیق کے مواقع میسر آتے ہیں اور افراد اور جماعتوں کے لیے سود مند افکار و نظریات اور منصوبوں کو کامیابیاں ملتی ہیں۔

جدید صحافت نے بہت سے نئے اور وسیع افق کھولے ہیں جن کے ذریعے آدمی اپنی ذات اور شخصیت کی ترجمانی کر سکتا ہے اور ارد گرد پیش آنے والے واقعات و حوادث میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے جس کے مختلف طریقے اور کئی اسلوب ہیں جنہیں بڑی عمر اور اگلے وقت کے لوگ مکمل طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے۔

ان وسائل نے دور کے لوگوں کو نزدیک کر دیا ہے، اختراع پسند طبیعتوں کو نئی

راہیں دی ہیں، تبادلہ معلومات، تعمیر افکار اور ارتقاء مہارات کو آسان کر دیا ہے، صلاحیتوں کو چکایا ہے، ضروریات کو پورا کیا ہے، خودی کو توانا کیا ہے اور لوگوں کو خود اعتمادی عطا کی ہے۔

ان آلات و وسائل کے ذریعے معلومات میں آسانی، فراوانی اور تنوع پیدا ہوا ہے، خبر وصول کرنے والا محض متابعت کے بجائے ان تمام آلات و ذرائع کے توسط سے صحافت میں ایک مؤثر حصہ ڈالتا ہے اور یہ سب کچھ تبھی ممکن ہے جب یہ تعامل حسن تدبیر، ادراک اور شعور کے ساتھ کیا جائے۔

جی ہاں! ان آلات کو استعمال کرنے والا راہ یاب آدمی وہی ہے جو صلہ رحمی کرے، جاہل کو تعلیم دے، نیکی پھیلانے، برائی کا انکار کرے، سنت کی طرف بلائے اور مفید باتوں کی اشاعت کرے بلکہ ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ہر آدمی اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی ادائیگی میں اور ملازموں، ضرورت مندوں اور متعلقین کے ساتھ روابط میں کون کون سی کوتاہیاں کر رہا ہے۔ یوں اسے غور و فکر اور بہتری کا موقع ملتا ہے اور وہ مناسب اور مفید اقدامات کر سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ ان ویب سائٹوں، بلاگوں اور جالوں پر بکھرے ہوئے مواد اور معلومات کی تحقیق

و توثیق کی بہر حال ضرورت رہتی ہے کیونکہ صحیح علم اور درست معلومات متعلقہ لوگوں ہی سے حاصل کی جاسکتی ہیں جس کے لیے غور و فکر، تجزیے اور مشاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اے احباب و اخوان! جہاں تک ان ذرائع ابلاغ کے منفی پہلوؤں کا تعلق ہے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بہت ہی زیادہ ہیں مثلاً نظریات کو بگاڑنا، بنیادی اصول و ضوابط کے ساتھ چھیڑ چھاڑ پر دیدہ دلیر ہونا، نظام احتساب کا کمزور ہونا اور تصویروں، تحریروں اور جملوں کا اصول و ضوابط سے عاری ہونا اور ان وسائل و آلات کا حرام اور فحش مواد سے لبریز ہونا جو ہر گروہ اور ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے پاس پہنچتا ہے جس سے اخلاق اور عادات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، بے

پر دگرگامیوں اور تصویروں کے ذریعے صورت کو سرسبز کیا جاتا ہے اور گفتگو اور مواد کو ایسا جامہ پہنایا جاتا ہے جس سے انتشار، انا کی اور تباہی پھیلے چنانچہ نہ حقوق محفوظ ہیں، نہ شخصیات کا احترام ہے اور نہ معاشرے کا کوئی وقار ہے۔

حیاتی اور قتل غیرت جیسی برائیاں پھیلتی ہیں جبکہ وقت کا ضیاع، معاشرے اور خاندان سے انقطاع اور لا حاصل سرگرمیوں جیسی برائیاں ان پر مستزاد ہیں۔

اسی طرح یہ صحافت باہمی ربط و اتصال میں خشکی اور درشتی کا سبب بھی بنتی ہے اور خاندانی بندھن اور معاشرتی تعلقات کو بھی بگاڑ دیتی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ انٹرنیٹ کو ٹھونکنے والا بہت سارے فتنوں اور برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور شیطان کے نشانات قدم پر پھسلتا چلا جاتا ہے۔

﴿وَمَنْ يَكْتُمْ خُطُوطَ الشَّيْطَانِ فَلَا تَكُنْ يَٰمُؤْمِنُ بِآلِفَتِهِمْ﴾ (النور: 21)
”جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا۔“

انواہوں کی ترویج، بے حیائی کا انتشار، برائی کی تبلیغ، بے گناہوں پر تہمت طرازی، بلاوجہ لوگوں کے حالات میں دخل اندازی اور ان کے عیبوں پر تاک جھانک جیسی برائیاں اسی جدید صحافت کا شاخسانہ ہیں حالانکہ جو شخص لوگوں کے عیب کھوجے گا، اللہ اس کے عیب کھوجے گا

حتیٰ کہ اسے اس کے گھر ہی میں رسوا کر دے گا۔

معاملہ اس وقت اور سنگین ہو جاتا ہے جب فرضی نام اور علامتی حروف استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کے ذریعے بہتان تراشی اور بدگوئی کی جاتی ہے، آبرو اچھالی جاتی ہے اور علم و سیاست، اقتصاد و انتظام اور فکر و فلسفہ جیسے میدانوں میں شہرت رکھنے والے اور غیر شہرت یافتہ لوگوں کے ساتھ جھگڑے باندھے جاتے ہیں جس کے پس منظر میں صرف فساد پھیلانے اور افراد و مسودہ لین کو وقار سے محروم کرنے کی نیت کارفرما ہوتی ہے۔

پر دگرگامیوں اور تصویروں کے ذریعے جھوٹ کو مزین کیا جاتا ہے اور گفتگو اور مواد کو ایسا جامہ پہنایا جاتا ہے جس سے انتشار، انا کی اور تباہی پھیلے چنانچہ نہ حقوق محفوظ ہیں، نہ شخصیات کا احترام ہے اور نہ معاشرے کا کوئی وقار ہے۔

پھر اس طرز عمل سے نفرتیں، تعصب اور دھڑے بندیاں جنم لیتی ہیں جن سے دلوں میں نفرتیں اور سینوں میں کدورتیں پیدا ہوتی ہیں، گروہ بندی، جتنے بازی، نسل پرستی اور مسلک پرستی جیسی برائیاں پھیلتی ہیں اور یوں جماعت کے ساتھ ربط اور اتصال میں کمزوری آ جاتی ہے۔

کچھ لوگ تو نیک نالوجی کے اس جہان کو ”فرضی جہان“ کا نام بھی دیتے ہیں یعنی یہ ایسی دنیا ہے جس کا کسی سے بھی تعلق اور انتساب نہیں۔

اے اہل اسلام! جب معاملے کی نوعیت یہ ہے اور یہ فوائد اور نقصانات ہیں تو ان آلات کو استعمال کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ اللہ سے ڈرے، اپنی نیت درست اور صاف رکھے، اپنی سماعت و بصارت اور زبان کے استعمال میں اللہ کے خوف کو ملحوظ رکھے اور اس سارے نظام کو خیر، اصلاح، نیکی، تقرب الی اللہ، اتحاد الفت، حسن تعامل اور حسن ظن کے لیے اور صحیح و صالح قول و عمل کو پھیلانے کے لیے استعمال کرے اور کوئی بھی بات کہنے یا آگے پھیلانے سے قبل مکمل چھان بین کرے۔

حرام باتوں مثلاً غیبت، فحش گوئی اور بے حیائی سے بچے، نیتوں، ارادوں اور شخصی باتوں میں دخل اندازی سے گریز کرے اور علم، ایمان اور اخلاص کی بنیاد پر تبلیغ

کے ذریعے برائی پھیلا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی اپنی کسی لغزش کے باعث یا اس کے آشاؤں اور اس کی برائیوں میں حصہ دار بننے والوں کے کسی اقدام کے ذریعے رسوا کر دیتا ہے۔

عافیت سے محرومی کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ دل پر مہر لگا دے اور وہ برائیوں سے مانوس ہو جائے۔ پھر یہ برائیاں اس کی عادت و فطرت میں یوں رچ بس جائیں کہ اسے اللہ کی حرمتوں اور پابندیوں کی کوئی پروا نہ ہو۔

آخرت میں عافیت سے محرومی کیا ہے؟ اس کے لیے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے آنے والی ایک حدیث سنیں کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کرے اور اسے اپنے پردے اور سائے میں کرے گا، پھر اس سے پوچھے گا کہ کیا تجھے فلاں فلاں گناہ یاد ہیں؟ وہ اقرار کرتے ہوئے کہے گا کہ ”ہاں!“ اے میرے پروردگار!“ پھر گناہ

کے اقرار کے بعد وہ خود کو ہلاکت کے دہانے پر سمجھے گا لیکن اللہ فرمائے گا کہ ”میں نے تیرے گناہ پر دنیا میں پردہ ڈالا تھا اور آج بھی میں تجھے معاف کرتا ہوں۔“ اس کے بعد اسے نیکیوں کی کتاب تھما دی جائے گی۔“

اس لیے اے بندگانِ الہی! ڈرنا چاہیے، ڈرنا چاہیے اس بات سے کہ سرعام گناہ کرنے والا دنیا اور آخرت دونوں جگہ عافیت سے محروم رہے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ کی پردہ پوشی خود مومن کی اپنی پردہ پوشی کو مستلزم ہے، جس آدمی کی نیت گناہ کے اظہار اور اعلان کی ہوگی، وہ اپنے رب کو ناراض کرے گا اور اللہ اس کا گناہ نہیں چھپائے گا لیکن جو شخص اللہ سے اور لوگوں سے حیا کرتے ہوئے اپنا گناہ چھپانا چاہے گا، اللہ بھی احسان کرتے ہوئے اس آدمی کا گناہ چھپا دے گا۔“

جبکہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”گناہ کے لیے چھپنے کی کوشش کرنے والا سرعام

پھیلانے اور برائیوں کو رواج دینے والا بن جاتا ہے۔

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّنُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝﴾ (النساء)

”وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں، (لیکن) اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے، راتوں کے وقت جب کہ وہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں، اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے، ان کے تمام اعمال کو وہ گھیرے ہوئے ہے۔“

حالانکہ گناہ کا سرعام ارتکاب خود گناہ سے بھی بڑا گناہ ہوتا ہے، کیونکہ گناہ کے سرعام ارتکاب سے منع اس لیے کیا گیا ہے کہ گناہ کو سنگین ہی سمجھا جائے، ہلکا یا معمولی نہ سمجھ لیا جائے۔ گناہ کے سرعام ارتکاب سے گناہ آسان

ہو جاتا ہے، لوگوں کو اس کی ترغیب ملتی ہے، برے لوگوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور بدکار لوگ زور پکڑ جاتے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد حدیث میں آتا ہے:

”میری ساری امت کو عافیت مل جائے گی سوائے ان کے جو سرعام گناہ کرتے ہیں۔ یہ بھی سرعام گناہ کرتا ہے کہ آدمی رات کے وقت کوئی گناہ کرے اور صبح ہونے پر اللہ اس کے گناہ پر پردہ ڈال چکا ہو لیکن وہ خود گویا ہو اور کہے کہ ”رات میں نے ایسے ایسے کیا ہے۔“ حالانکہ اس کا رب تو اس کے گناہ کو چھپا چکا تھا۔ یہ خود اٹھا اور اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو چاک کر دیا۔“

اللہ آپ پر رحم فرمائے، کیا آپ نے غور فرمایا کہ سرعام گناہ کرنے والا عافیت سے کیسے محروم ہوتا ہے۔ اللہ ہم سب کو عافیت دے؟!

اہل علم کے مطابق عافیت سے محرومی دنیا و آخرت دونوں کو شامل ہے۔ سرعام گناہ کرنے والے کو عافیت سے محروم کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اسے دنیا اور آخرت میں رسوا کر دیتا ہے، بالخصوص جبکہ وہ مخفی نام یا مبہم حروف

میں اور نصیحت کا فریضہ سرانجام دے۔

المختصر، اس کی ذمہ داری ہے کہ فوائد کو پہچانے، جس زیادہ سے زیادہ حاصل کرے اور انہیں پھیلانے کے نقصانات کا بھی ادراک کرے اور ان سے خود بھی سزا و اجتناب کرے اور دوسروں کو بھی خبردار کرے۔

بلکہ ایک دانشمند، صاحب ایمان، نیک خواہ پاکیزہ دوش کو یہ اختیار مل جاتا ہے کہ وہ اپنے بلاگ، اکاؤنٹ یا ویب سائٹ کے ذریعے اپنا ایک ابلاغی ذریعہ ایجاد کرے، جو تحریری، مشاہداتی یا سیمی میں سے کوئی بھی صورت رکھتا ہو جس کے ذریعے وہ اپنی ایمانی، علمی، ثقافتی، معاشرتی اور مفید سرگرمی جاری رکھے۔ محبت والفت پھیلانے اور سب کو اچھائی سے محبت کرنے کرنے کی تلقین کرے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل علم و دانش اور اہل ایمان کے

نزدیک یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ علم میں آنے والی ہر بات کو لکھنے یا کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ضروری نہیں کہ جو کچھ دیکھا جائے، اس کی تصویر کشی بھی کی

جائے اور جس کی تصویر کشی کر لی جائے، اسے لازماً آگے پھیلا یا بھی جائے، دین، دانش اور تہذیب کسی بھی طرف سے اس کا کوئی جواز نہیں، اچھائی کو چاہنے والے کے سامنے مفید وسائل اور طریقوں کی کوئی کمی نہیں ہوتی جن کے ذریعے وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ دے سکتا ہے۔

جبکہ راہ یاب وہی ہے جسے اللہ راہ یاب رکھے، خوش بختی اسی کا حصہ ہے جسے اللہ حفاظت دے، اللہ ہی سے مدد کا سوال ہے اور اسی پر بھروسہ ہے اور عظیم و برتر اللہ کی توفیق کے سوانہ تو گناہ سے بچا جاسکتا ہے اور نہ نیکی کی جاسکتی ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد: اے اہل اسلام!

ان آلات و وسائل کے منفی پہلوؤں اور نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے گناہ، نافرمانی، بدکاری اور بے حیائی کا سرعام ارتکاب کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات متعلقہ آدمی کا نام اور اس کی شخصیت بھی ظاہر نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہ سرعام بے حیائی کو

جیلوں میں اس طرح پھینکا کہ جیسے یہ لوگ ہی سب سے بڑے تخریب کار ہیں۔

لاؤڈ سپیکر کا ناروا استعمال کسی طور بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا (ہم اس پر بار بار انہی صفحات میں لکھ چکے اور آواز اٹھا چکے ہیں۔) مگر یہ کس طرح قبول کیا جاسکتا ہے کہ تھانہ میں بیٹھ کر ہی کسی پر بغیر سنے ایمپلی فائر ایکٹ کی خلاف ورزی کا مقدمہ درج کر دیا جائے اور پھر امام مسجد کے گھر رات کے اسے پچھلے پہر داخل ہو کر کھینچتے ہوئے لے جا کر حوالات میں پھینک دیا جائے؟ دہشت گردی کی دفعات لگا کر ضمانت تک نہ ہونے دی جائے.....!؟

حکومت وقت اور ذمہ دار ادارے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تمام طبقات کو ساتھ لے کر چلیں، خصوصاً معاشرے کے سب سے مؤثر طبقے (علماء کرام و خطباء عظام) کو صف اول میں کھڑا کریں۔ یہی طبقہ ہے جو حقیقتاً ذہن ساز ہوتا ہے، شکر کا مقام ہے کہ اس وقت علماء و خطباء کی اکثریت دہشت گردی کے خلاف، پاک فوج اور حکومت کی ہم نوا ہے۔..... لیکن اگر ان کے خلاف جھوٹے مقدمات اور پولیس کے بعض غلط اہلکاروں کا رویہ ناروا ہی رہا تو معاملہ الٹ بھی سکتا ہے۔

ہمارے سامنے علماء کرام اور خطباء عظام سے ناروا رویہ کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ٹھیک موڈ کے ایک عالم دین جو ایک ٹی وی چینل پر ریسرچ سکار کے طور پر کام کرتے ہیں ان کے خلاف فرقہ وارانہ تقریر کا مقدمہ بنایا گیا، حالانکہ اس روز وہ اپنے کام پر لاہور میں موجود تھے اس مقدمہ کا بہانہ بنا کر انہیں جمعرات کی رات گھر میں داخل ہو کر اٹھا لیا گیا اور ایک اور مقدمہ ”خطبہ جمعہ“ میں خطرناک تقریر کا بہانہ بنا کر دہشت گردی عدالت میں مقدمہ چلوا دیا گیا، وہاں پتہ چلا کہ جس جمعۃ المبارک کے خطبے کا مقدمہ ہے وہ اس سے پہلے ہی پولیس کی حوالات

دہشت گردی کے خلاف جنگ اور حکومتی ناعدولی.....!

تحریر: جناب رانا شفیق خاں پسروری

خاتمے کے لیے) متحرک ہو جاتے اور عوام کے تمام طبقات کے دہشت گردوں کے خلاف اتفاق سے فائدہ اٹھاتے، مگر بعض اداروں نے روایتی تساہل و تجاہل ہی سے کام لینا جاری رکھا، بلکہ اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی بجائے حکومتی احکامات کو اپنے لیے دوسرے سمجھا اور خانہ پری میں ہی لگے رہے ایسے کام شروع کیے کہ حکومت اور فوج کو عوامی طبقات کی حمایت میں کمی آنے لگی، بلکہ نفرت پیدا ہونے کے امکانات پیدا ہونے لگے ہیں۔

پولیس کا محکمہ عوام کی چٹلی سطح اور گلی محلوں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے اس سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جس طرح کے کردار کی توقع تھی وہ نہ صرف یہ کہ نظر نہیں آ رہا، بلکہ اس کے تساہل پسند اہلکاروں نے عوام کے سب سے مؤثر طبقے (علماء و خطباء) کو جس طرح ”قابو“ کرنے کی روش اختیار کی ہے اس سے حکومتی پارٹی اور حکومتی اداروں کو سخت ترین ناراضی اور تنقید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے تمام مذہبی و سیاسی طبقات یکجا اور یک زبان ہو گئے تھے، مگر اکیسویں ترمیم میں دہشت گردی کو جس طرح صرف مذہب کے ساتھ جوڑا گیا، اس سے دینی جماعتیں ”برگشتہ“ ہو گئیں، اس پر مستزاد کہ ہر تھانے کی پولیس نے تھانہ ہی میں بیٹھ کر گلی محلوں کے مولویوں پر ایمپلی فائر ایکٹ کی خلاف ورزی کے نام پر مقدمات درج کر کے پکڑ دھکڑ شروع کر دی اور چانچوں نمازوں کے وقت مسجد آنے والے اماموں اور خطیبوں کے گھروں میں گھس گھس کر انہیں کھینچتے ہوئے حوالات اور

مملکت خداداد پاکستان میں جس طرح خاک اور خون کا کھیل کھیلا جاتا رہا ہے اور جس طرح قتل و غارت عام ہے ہر درد دل رکھنے والا انسان اس پر غم زدہ اور دکھی ہے۔ ہر محبت وطن پاکستانی کی یہ دلی تمنا ہے کہ جلد از جلد پیارا وطن امن کا گہوارہ بن جائے اور ہر طرف چین اور اطمینان کے نغمے گونجنے لگیں..... پشاور کی ”کربلا“ کے بعد حکومت اور فوج نے جس طرح، جرأت آزمائے اقدامات کرنے کی کٹھانی ہے وہ ہر ایک پاکستانی کے دل کی آواز قرار پائی اور سارے پاکستانی مختلف طبقات سے تعلق کے باوجود حکومت اور پاک فوج کے ہم نوا اور ہم قدم دکھائی دینے لگے ہیں۔ ہر ایک دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہے کہ حکومتی اقدامات اور پاک فوج کی کاروائیاں ہر حال میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

جس تندہی سے پاک فوج سرگرم ہے اور دہشت گردوں کے خلاف تاباں توڑ کاروائیاں کر رہی اور کامیابیاں سمیٹ رہی ہے، اس سے یقین ہونے لگا ہے کہ طویل عرصے سے طاری دہشت گردی و تخریب کی سیاہ رات ختم ہونے کو ہے اور بہت جلد امن کا سپیدہ سحر طلوع ہونے کو ہے۔ پاک فوج کی سرگرمی و تندہی کے ساتھ ساتھ موجودہ حکمرانوں کے دہشت گردی کے خلاف (تمام تر دھمکیوں کے باوجود) استقلال کو بھی تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے۔

پاک فوج اور حکومتی ایوانوں کی تمام تر سنجیدگی اور دہشت گردی کے خلاف بھرپور سرگرمی کے تناظر میں ضروری تھا کہ تمام حکومتی ادارے بھی سنجیدگی اور جاں فشانی سے (دہشت گردی اور تخریب کاری کے

عاصم یا ام ایاس بنت ابی الحسیر انس بن رافع بن امری القیس سے شادی کر لی ہے۔ ارشاد ہوا: ”اس کو مہر کیا دیا؟“ عرض کیا: کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔ فرمایا: ”ولیمہ ضرور کرو چاہے ایک بکری ہی ہو۔“

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تجارت دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے۔ ان کے پاس اس روز آٹھ ہزار درہم تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے چار ہزار درہم اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑے ہیں اور چار ہزار اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حاضر ہو گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی:

[بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيمَا أَمْسَكْتَ وَفِيمَا أَعْطَيْتَ]

”اللہ تمہارے اس مال میں بھی برکت دے جو تم نے گھر میں رکھا اور اس میں بھی جو تم نے اللہ کی راہ میں دیا۔“

یہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے امیر ترین شخص بن گئے۔ جیسے جیسے ان کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے وہ اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے چلے گئے۔ ان کی سخاوت کے بارے میں سیرت نگاروں نے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔ ایک موقع پر جہاد کے لیے انہوں نے پانچ سو گھوڑے اور پندرہ سواون پیش کیے۔ دو مرتبہ چالیس چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ میں دیئے۔ ان کی ایک قیمتی زمین مدینہ میں تھی وہ زمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چالیس ہزار دینار میں فروخت کر کے ساری رقم فقراء بنی زہرہ اور امہات المؤمنین میں تقسیم کر دی۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے جری اور بہادر تھے۔ وہ بدر سمیت تمام غزوات میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ بدر میں ابو جہل کو قتل کرنے والے دو انصاری نوجوانوں نے ابو جہل کا اتا چٹا انہی سے پوچھا تھا۔

بدر کے میدان میں وہ دشمن سے کچھ زہریں چھین کر لے جا رہے تھے کہ ان کے زمانہ جاہلیت کے ایک دوست امیہ بن خلف نے انہیں دیکھ کر کہا: کیا تمہیں میزی ضرورت ہے؟ میں تمہاری ان زہروں سے بہتر ہوں۔..... اور جب امیہ اور اس کے بیٹے علی کو سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ گرفتار کر کے لے جا رہے تھے تو



سکا۔ سیرت نگاروں کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا تیرھواں نمبر تھا۔

اسلام لانے کے سبب انہیں بھی بہت ستایا گیا اس لیے یہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے قافلے میں شامل ہو گئے۔ لیکن بعد میں واپس مکہ آگئے اور ۱۳ نبوی کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ آئے تو اپنا گھر بار اور تجارت ہر چیز حتیٰ کہ بیوی بچے بھی مکہ میں چھوڑ آئے۔ یہاں پہنچے تو بالکل تلاش تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے اور سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مابین مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ ان کے اسلامی بھائی نے بے مثال ایثار سے کام لینا چاہا۔ لیکن سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی بے نیاز اور غیور طبیعت نے شکریہ کے ساتھ ان کی پیشکش نامنظور کر دی۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو کہنا تھا کہ میں مدینہ طیبہ کے امیر ترین لوگوں میں سے ہوں۔ میرے کئی باغات اور زرعی زمینیں ہیں دو بیویاں ہیں۔ میں اپنا آدھا مال آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ دونوں بیویاں دیکھ لیں جو آپ کو پسند آئے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر کے اپنا گھر بسالیں۔ مگر اس قریشی نوجوان نے ان کے جواب میں کہا: ”اللہ آپ کے مال میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے آپ بازار کا راستہ بتا دیں جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو۔“ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنو قریظہ کا بازار بڑا مشہور ہے۔ (یہ بازار راقم کی تحقیق کے مطابق ”البقیع“ کے بائیں جانب کچھ فاصلے پر تھا۔) وہ صبح سویرے بازار گئے۔ شام کو واپس آئے تو ان کے پاس کچھ فاضل پنیر اور گھی تھا۔ اس کے بعد وہ روزانہ بازار جاتے اور سامان خرید کر فروخت کرتے۔

ایک دن ان کے لباس پر جملہ عردی کی بشارت جھلک رہی تھی، یعنی زعفرانی رنگ کا اثر تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا تو پوچھا: ”عبدالرحمن! کیا ماجرا ہے؟“ عرض کیا: میں نے ایک انصاری عورت سہلہ بنت

ان کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدآبہ تھا۔ وہ ان پانچ خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے ابتدا ہی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے علاوہ اس وقت تک سیدنا عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے تھے۔

ابھی تک اللہ کے رسول ﷺ دار ارقم نہیں گئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا نام تبدیل فرمایا۔ عبداللہ اور ایک روایت کے مطابق عبد عمرو کی جگہ ان کا نام عبدالرحمن رکھ دیا۔ ان کے والد عوف کا تعلق بنو زہرہ سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام شفاء تھا۔ ان کا تعلق بھی بنو زہرہ سے تھا۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے والدین آپس میں چچا زاد تھے۔ یہ ہجرت سے ۲۴ سال پہلے پیدا ہوئے۔ قبول اسلام کے وقت ان کی عمر کم و بیش ۳۰ سال تھی۔ عمر میں اللہ کے رسول ﷺ سے ۱۰ سال چھوٹے تھے۔ قریشی تھے۔ ان کا حسب نسب چھٹی پشت پر جا کر اللہ کے رسول ﷺ سے مل جاتا ہے۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور شروع ہی سے پاکیزہ نفس انسان تھے۔ اپنی سلامت روی کی بدولت زمانہ جاہلیت ہی میں شراب چھوڑ دی تھی۔ ان کے والد عوف تاجر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں وہ تجارت کے لیے یمن گئے ہوئے تھے کہ راستے میں ان کے دشمنوں نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کی والدہ شفاء بنت عوف اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئیں اور ہجرت بھی کی۔ (واضح رہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی والدہ ماجدہ کا تعلق بھی بنو زہرہ سے تھا۔)

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد کی طرح تاجر پیشہ تھے۔ ان کا خاندان بنو زہرہ کثرت تعداد اور دولت و ثروت کے لحاظ سے زیادہ نمایاں نہ تھا اس لیے ان لوگوں کو مناصب حرم میں سے کوئی منصب نہ مل

اچانک سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نظر امیہ پر پڑی۔ بے ساختہ بولے: اہو! کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف! اب یا تو یہ رہے گا یا میں! پھر انہوں نے انصار کی مدد سے دونوں باپ بیٹے کو واصل جہنم کر دیا۔ سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”اللہ بلال رضی اللہ عنہ پر رحم کرے! میری زریں بھی گئیں اور میرے قیدیوں کا بھی صفایا ہو گیا۔“

اُحد کے میدان میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ وہ ان صحابہ میں سے تھے جو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ انہوں نے لڑتے لڑتے منہ پر چوٹ کھائی۔ ان کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا۔ انہیں اس جنگ میں میں یا اس سے زیادہ زخم آئے جن میں سے بعض کاری زخم پاؤں پر لگے یوں وہ ساری زندگی کے لیے لنگڑے ہو گئے۔

ان کی زندگی کا ایک اور روشن پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب شعبان ۶ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی قیادت میں ایک لشکر اپنے سامنے بٹھا کر خود اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر گھڑی باندھی، پیچھے شملہ چھوڑا اور ہاتھ میں علم عنایت فرمایا۔ ان کو لڑائی میں سب سے اچھی صورت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی۔ ارشاد فرمایا: ”اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو تم ان کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لینا۔“ انہوں نے دومۃ الجندل پیچ کر تین دن تک دعوت اسلام دی۔ قبیلہ بنو کلب کا بادشاہ اصغ بن عمرو عیسائی تھا، اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سارے لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے حسب فرمان اصغ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ تماضر رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی اور انہیں اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔ مشہور راوی حدیث ابوسلمہ اسی خاتون کے لطن سے تھے۔ کسی قریشی کی بنو کلب میں یہ پہلی شادی تھی۔

آپ نے متعدد شادیاں کیں۔ آپ کے ہاں بیس بیٹے اور آٹھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے ایک بیٹے کا نام عثمان تھا جس کی والدہ کسریٰ کی بیٹی غزال تھی۔ جو مدائن کی فتح کے موقع پر لونڈی بنی تھی۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس لشکر کے قائد تھے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے صاحب الزائے تھے۔ وہ نہ صرف اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ اقدس میں نمایاں صحابہ میں سے تھے بلکہ سیدنا ابوبکر

صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ان کے مشیر خاص تھے۔ وہ ان کی موجودگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں عراق پر لشکر کشی کا مسئلہ سامنے آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام بطور سپہ سالار پیش کیا۔ شوریٰ کا اجلاس جاری تھا۔ اجلاس میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ اس موقع پر انہوں نے جو دلائل پیش کیے آئے ذرا ان کو پڑھتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ آپ یہیں ٹھہریں، لشکر عراق بھیج دیں۔ اللہ نہ کرے اگر اسلامی لشکر نے شکست کھائی تو وہ اسلام کی شکست نہ ہوگی بلکہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی شکست ہوگی۔ اگر آپ جنگ کے میدان میں اتر گئے اور شکست کھا گئے تو مسلمانوں کی ترقی رک جائے گی اور اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کی اس مدلل تقریر نے تمام ارکان شوریٰ کی آنکھیں کھول دیں اور سب نے پر زور الفاظ میں اس کی تائید کی۔ اب سوال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی قیادت کون کرے؟ یہ مسئلہ بھی اس دانشور شخصیت نے حل کر دیا۔ انہوں نے مجلس میں کھڑے ہو کر فرمایا: ”میں نے پا لیا۔“ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”وہ کون ہے؟“ آپ نے کسے پا لیا؟ بولے: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ اس حسن انتخاب پر ہر طرف سے صدائے تحسین بلند ہوئی۔

بیت المقدس کی فتح مسلمانوں کو لڑے بغیر ہی نصیب ہو گئی۔ اس موقع پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کے گواہوں میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر تھے۔ اسی دوران ان کو اطلاع ملی کہ وہاں طاغون کی وبا پھیل گئی ہے۔ انہوں نے پلٹنا چاہا تو سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اس کی بھرپور مخالفت کی اور کہا کہ ”آپ شام ضرور جائیں، کیا آپ تقدیر الہی سے فرار ہونا چاہتے ہیں؟“ اس موقع پر سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آگئے۔ آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی شہر میں وبا کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم وہاں (پہلے ہی) موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔“ سیدنا سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شام سے واپس پلٹنے کی وجہ صرف سیدنا

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث تھی۔ اگر ان کے حالات زندگی کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی نہایت زیرک اور صاحب الزائے شخصیت تھے۔ ان کو امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بے حد قرب اور اعتماد حاصل تھا۔

بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلافت کی ذمہ داریاں انہی کو سونپنا چاہتے تھے مگر وہ اس پر قطعاً راضی نہ ہوئے۔

بلاشبہ وہ نہایت متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ انتہائی مالدار ہونے کے باوجود وہ بڑے منکسر المزاج تھے۔ ایک مرتبہ روزے سے تھے، افطاری کے وقت ان کے سامنے کھانا رکھا گیا تو فرمایا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اُحد کے میدان میں شہید کر دیا گیا وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کو ایک ایسی چادر میں کفن پہنایا گیا کہ اگر اسے سر پر ڈالا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ میں نے ان کو اس حالت میں دیکھا۔ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے، پھر ہمیں دنیا سے وہ کچھ دیا گیا جو کچھ دیا گیا۔ (یعنی ہمیں بے حد و حساب دولت دی گئی) حتیٰ کہ ہمیں ذر لگا کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں فوراً (دنیا ہی میں) دے دیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ امہات المؤمنین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ امہات المؤمنین کو بیت المال سے معقول مقدار میں خرچ ملتا تھا، اس کے باوجود بہت سارے غنی صحابہ ان کے ایک ادنیٰ اشارے پر ہر قسم کی مالی قربانی دینے کے لیے ہر آن ہر گھڑی تیار رہتے تھے۔ مگر عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا معاملہ سب سے مختلف تھا۔ ان کے ایک باغ کی قیمت چار لاکھ درہم تھی، انہوں نے اس کی پیداوار امہات المؤمنین پر خرچ کرنے کی وصیت فرمائی۔ انہوں نے بدری صحابہ کے لیے وصیت کی تھی کہ ان میں جو زندہ ہیں ان سب کو میری وفات کے بعد میراث سے چار چار سو دینار دیے جائیں۔ جب ان کی وفات کے وقت بدری صحابہ کو گنا گیا تو ان کی تعداد سو تھی۔ اس طرح چالیس ہزار دینار کی خطیر رقم صرف بدری صحابہ کو ادا کی گئی۔ ان صحابہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ کبھی کو معلوم تھا کہ وہ نہایت امیر کبیر اور مالدار

دیکھیں نیچے کے ادارے اور ملازمین، دہشت گردی کے خلاف جنگ جیسے نازک معاملے میں کس طرح کے تغافل اور تساہل سے کام لے رہے ہیں اور کس طرح اپنی خانہ پری کی حرکات سے قوم کے مؤثر طبقات و شخصیات کو حکومت اور پاک فوج سے (بلکہ ایک اہم جنگ سے) الگ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ ذمہ داران ادارے (خصوصاً انٹیلی جنس ادارے) جو فہرستیں وصول کریں، ان کی باز بار پڑتال کروالیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی تھانہ کے کسی اہلکار نے ذاتی مخالفت میں یا کسی دوسرے فقہی تعلق کی وجہ سے کسی کو محض ناپسندیدگی کی وجہ سے اس ناپسندیدہ فہرست میں ڈال دیا ہو اور کوئی بے گناہ کسی کی ذاتی آنا کے ہتھے چڑھ جائے۔ یاد رکھیں! کسی گنہگار کو سزا نہ دینا اتنا بڑا جرم نہیں جتنا بڑا جرم و گناہ کسی بے گناہ کو سزا دینا اور بے گناہی کے باوجود اسے اذیت پہنچانا ہے۔

دعوت الہدیٰ کا غرض

مرکزی جمعیت الہدیٰ ضلع انک کے زیر اہتمام ”دعوت الہدیٰ“ کانفرنس مورخہ 21 فروری بروز ہفتہ جامع مسجد توحید الہدیٰ نیو ہاؤسنگ کالونی حسن ابدال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری عبدالرحمن صدیقی (ترنول) اور عبدالرحمن حامد (اسلام آباد) نے کی۔ مولانا سجاد الرحمن امیر ضلع پکوال نے دین اسلام کے بنیادی ارکان کے بارے میں تفصیلی بیان کیا اور کہا کہ ان پر عمل پیرا ہو کر دین و آخرت کی بھلائی ممکن ہے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری محمد فرحان خطیب حسن ابدال نے انجام دیئے۔ پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ (کراچی) نے خطاب کیا اور مسلک الہدیٰ کے بارے میں مختلف ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات طلاق رفع الیدین و دیگر موضوعات کے بھی انتہائی مفصل طریقے سے جوابات دیئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر خالد محمود بھی ناظم ضلع انک امیر ضلع انک حافظ فیصل بلال خطیب جامع مسجد رحمانیہ الہدیٰ شوال، ضلعی سیکرٹری نشر و اشاعت، ثاقب مصطفیٰ، امیر پنڈی گھیب عارف سلفی، امیر تحصیل انک قاری امیر نواز خطیب مرزا گاؤں، مولانا خلیفہ عبداللہ و دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ منجانب: ثاقب مصطفیٰ، ضلع سیکرٹری نشر و اشاعت ضلع انک

اللہ کی عافیت اور معافی سے دور ہے۔“ اس لیے اے موردانِ رحمت الہی! اللہ سے ڈرتے رہو، ان وسائل و آلات کو استعمال کرنے والے معاشرے اور افراد بھی اللہ سے ڈریں اور اپنی ویب سائٹوں، اپنے بلاگوں اور اپنے اکاؤنٹوں پر حق بات کی اور صبر کی تلقین کریں، نیکی اور تقوے کی راہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور گناہ و معصیت کے سلسلے میں کسی کا تعاون نہ کریں۔

بہتر ہے کہ ان آلات اور وسائل کا اچھا استعمال کرتے ہوئے ایسے متحرک اور با مقصد مجموعے تشکیل دیئے جائیں جن کے ذریعے رہنمائی دی جائے، شعور پھیلایا جائے، اقدار کو پروان چڑھایا جائے، ان آلات کے دینی، علمی اور معاشرتی فوائد سے مستفید ہوا جائے اور ان کے منفی پہلوؤں اور نقصانات سے دوسروں کو بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا اور پسند کے کاموں کی، راست روی اور راہ یابی کی توفیق دے یقیناً وہ سننے اور قبول کرنے والا ہے۔



دہشت گردی کے خلاف جنگ

میں پہنچائے جا چکے ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور کے ایک مولوی صاحب کے پاس تھانہ سے ملازم گئے کہ ”آپ تھانہ آئیں اور ہارن بھی لے کر آئیں۔“ وہ وہاں گئے تو انہیں حوالات میں بند کر دیا گیا کہ آپ خطبہ میں لاؤڈ سپیکر چلا رہے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا: ”میں خطبہ دیتا ہی نہیں اور پھر کل تو اتوار تھا۔“ ڈی ایس پی کو پتہ چلا تو کہا ”رات تھانہ میں رہو صبح ضمانت کروا لینا۔“ اس طرح ہمارے ایگزیکٹو ایڈیٹر بتا رہے تھے کہ ان کے محلہ سے ایک مولوی صاحب کو پکڑ لیا گیا، جو تھانہ میں ہلاکت خیز حالت میں جا پہنچے، ان کی ابتر حالت کو دیکھتے ہوئے گھر بھیج دیا گیا مگر وہ فوت ہو گئے۔

ہم حکومت اور پاک فوج کے ذمہ داران کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ

انسان ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ کوئی بڑی رقم بھی نہ تھی، آپ تو غنی تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی حسب وصیت رقم وصول کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: ”ہاں! کیوں نہیں! میں یہ رقم ضرور وصول کروں گا۔ میرا یہ بھائی بڑا بابرکت تھا۔ اس کا مال حلال اور برکت والا ہے۔ اس طرح انہوں نے بھی چار سو روپے وصول کیے۔ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابولولو فیروز نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے خنجر گھونپا تو انہوں نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ لوگ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہے تھے چنانچہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مختصر نماز پڑھائی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد جن شخصیات کے بارے میں فرمایا کہ ان کو میرے بعد خلیفہ جن لینا ان میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب شورشی کا اجلاس شروع ہوا تو یہ مسئلہ بڑا مشکل تھا کہ کس کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔ مگر انہوں نے یہ مسئلہ بھی بڑی خوش اسلوبی سے حل کر دیا اور آخر کار صحابہ کے مشورے سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ قرار دینے کا اعلان کر دیا۔

وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا مکمل ساتھ دیتے رہے۔ ان کو خیر خواہی کے ساتھ نیک مشورے دیتے رہے اور زندگی بھر خلافت کے استحکام کے لیے کوشاں رہے۔

ان کی وفات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۷۲ برس کے لگ بھگ تھی۔ انہوں نے وصیت کی کہ میرا جنازہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع الغرقہ میں سپرد خاک کیا گیا۔



جدید صحافت

اور ڈھٹائی کے ساتھ گناہ کرنے والے کی یہ نسبت چھوٹا گناہ گار ہے اور گناہ چھپانے والا اس سے ہلکا گناہ گار ہے جو لوگوں کو بتاتا پھرے، ایسا شخص

قرآن کریم اور تلاوت کے آداب

تحریر: جناب ابو احسان الہی

قرآن مجید، انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نعمت ہے، جس میں موعظت و ہدایت، تفصیل و کنشیر انعامات الہی، تقرب ربانی اور کرامات کا دریا موجزن ہے۔ یہ ہر طرح سے انسان کے لیے باعث رحمت، باعث برکت، باعث مغفرت اور ہدایت کاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا مندی برائیوں سے بچاؤ، اچھائیوں کی راہ، آلام و مصائب سے چھٹکارا، دکھ تکلیف، رنج و کلفت سے بچاؤ کا طریقہ، امن و سکینت کا سبب اور رشد و ہدایت نیز انسانی فلاح و بہبود کا منبع ہے۔

انسان کو صحیح معنوں میں مجبور ملائکہ اور اشرف المخلوقات بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خیر و شفاء کا یہ منبع سب نبیوں کے سردار اور رسولوں کے امام حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا اور اس عظیم کتاب کے تھامنے والوں کو سب امتوں سے افضل اور پڑھنے والوں کو سب انسانوں سے بہتر قرار دیا، یہ کتاب اللہ کے حضرت انسان اور امت مسلمہ سے حد درجہ پیارا کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت انسان اور مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ اس عظمت و رفعت کے مرکب کی کما حقہ قدر کرے اور اپنا ایک انگ اس کے حوالے کر دے، تبھی اس کی رحمت و برکات، مغفرت و ہدایت اور قرب الہی و انعامات ربانی کا حصول ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید معبود حقیقی اور محبوب و مطلوب کا کلام خاص ہے۔ محبوب کی تقریر و تحریر کی کسی دل کھوئے کے ہاں جو وقعت ہوتی ہے اور کے ساتھ جو وارفتگی و شیفگی کا معاملہ ہوتا ہے وہ اختیار کرنا چاہیے۔ پھر یہ عظیم کتاب تو احکم الحاکمین کا کلام اور سلطان السلاطین، بادشاہوں کے بادشاہ کا فرمان ہے، اس سطوت و جبروت والے شہنشاہ کا قانون ہے جس کی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے واسطہ پڑا ہے وہ تجربے سے اور جن کو نہیں پڑا وہ اندازے

سے سلطانی فرمان کی ہیبت جان سکتے ہیں۔ کلام الہی محبوب و حاکم کا کلام ہے۔ اس لیے دونوں آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ حضرت عکرمہؓ جب کلام پاک پڑھنے کے لیے کھولتے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے، زبان پر یہی جاری ہوتا تھا۔

”ہذا کلام ربی، هذا کلام ربی“

”یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔“

یعنی اس کو ایک عام فرد کی طرح نہیں پڑھنا چاہیے۔ صرف بندہ بن کر اپنے آقا، مالک، محسن اور منعم کا کلام سمجھ کر پڑھے، اس کے حضور اس طرح حاضر ہو جس طرح کسی خاص تقریب میں آقا کے حضور حاضر ہے۔

اچھی طرح مسواک کر کے، وضو کر کے ایسی جگہ جہاں یکسوئی حاصل ہو، نہایت وقار اور تواضع کے ساتھ قبلہ رو بیٹھئے، نہایت حضور قلب اور خشوع کے ساتھ اس طرح پڑھیے گویا حق تعالیٰ سجانہ کو کلام پاک سنا رہا ہے یا اس ذات برحق سے گفتگو کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ (اگر معافی جانتا ہو تو کیا ہی خوب.....!) نہایت تدبر و تفکر کے ساتھ وعدے اور رحمت و مغفرت کی آیات پر مغفرت و رحمت کا بھکاری بن جائے اور خوب دعا مانگے۔ عذاب و وعید کی آیات پر کانپ اٹھے اور اللہ سے پناہ و بخشش کی دعا مانگے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں۔ جن آیات میں اللہ کی تقدیس و تہمید ہے وہاں سبحان اللہ کہے۔ تلاوت کے درمیان از خود رونا آئے تو بہت خوب ورنہ بہ تکلف رونے کی سعی کرے۔ دوران تلاوت کسی اور سے ہم کلام نہ ہو۔ دوران تلاوت اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو تلاوت بند کر کے ضرورت پوری کرے اور پھر تعوذ پڑھ کر دوبارہ تلاوت کرے۔ بلند آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے لیکن کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا لوگ مجمع میں دیگر امور میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھے۔

اس کتاب مقدس کی تلاوت کے آداب جو قرآن و احادیث سے ثابت ہیں وہ درج ذیل ہیں:

① اس عظیم کتاب کو برحق، شک و شبہ سے بالاتر اور انسان کی فلاح و خیر، رشد و ہدایت اور شفا کا باعث جاننا، منزل من اللہ، منزل رسول اللہ سمجھنا اور باعث ثواب و اجر قرار دینا۔ اس میں درج احکامات پر عمل کرنا اور تمام کے تمام پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کے ذریعے دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے کوشش کرنا۔ (دنیا و آخرت کا مینابی کا باعث قرار دے کر اس کی آیات کو لازم حیات بنالینا)

② اس کتاب مقدس کو انتہائی پاک جگہ پر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی صفت بیان کرتے ہوئے ﴿مَرْفُوعَةً مُّطَهَّرَةً﴾ (عبس: ۱۲)

”کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یعنی بلند و پاک، سوا اس کتاب مقدس کو کسی اونچی جگہ اور پاکیزہ مقام پر رکھا جائے۔“

③ اس کو ناپاک ہاتھ نہیں لگنے چاہئیں، جب بھی چھوا جائے پاؤں کو دھو کر: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (واقعه: ۷۹)

میں یہی حکم ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی ہے کہ لا یمس القرآن الا طاهر (کہ ہرگز قرآن مجید کو بے وضو نہ چھوا جائے) (موطا امام مالک) یہ وہ حکم نبوی ﷺ ہے جو حضرت عمرو بن حزم کے ہاتھ یمن کے رؤسا کو بھیجا گیا تھا۔ (موطا کتاب القرآن)

④ حالت جنابت اور حیض و نفاس میں قرآن پاک کی تلاوت بھی جائز نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے ابو داؤد و ترمذی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تقرأ الحائض والحنب شینا من القرآن (حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ بھی نہ پڑھے۔) (ابوداؤد مراسیل، کتاب القرآن)

نوٹ: احکام القرآن للجصاص، تفسیر ابن کثیر، روح المعانی وغیرہ کے حوالے سے صحابہ کرامؓ، پیغمبرؐ وضو کے قرآن پاک پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے مگر چھونے کو ناروا۔ یعنی بے وضو قرآن کو چھونا نہیں چاہیے البتہ زبانی پڑھا جا سکتا ہے، البتہ حالت جنابت، حیض و نفاس میں زبانی بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ (تحت تفسیر آیت لایمس الا الطہرون)

اسی طرح اگر کوئی جنبی اور حائضہ کے سامنے قرآن پاک پڑھ رہا ہو اور وہ غلطی کر جائے تو اس صورت میں غلطی کی درستی کے لیے جنبی اور حائضہ کے قرآن پاک

پڑھنے کی اجازت ہے۔ ایسے ہی عام معمولات میں کلمات خیر مثلاً الحمد للہ، سبحان اللہ، ان شاء اللہ وغیرہ کہنے کی بھی اجازت ہے۔

⑤ جب بھی قرآن پاک پڑھے بلند آواز سے پڑھے کہ اس کا سنا بھی باعث ثواب و رحمت ہے اور اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ اگر کوئی غلطی ہو۔ کوئی سننے والا درست کر دے۔ امام بخاری نے جامع الصحیح میں باقاعدہ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھنے کا باب باندھا ہے اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور لکھدار لہجے میں بلند آواز سے سورۃ فتح پڑھ رہے تھے۔ (کتاب التفسیر بخاری شریف)

⑥ قرآن پاک خوش الحانی اور خوش لہجہ سے پڑھنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا))

”کہ تم لوگ اپنی آوازوں سے قرآن پاک کو حسین بناؤ کہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کر دیتی ہے۔“ اسی طرح بخاری شریف میں باقاعدہ خوش الحانی سے قرآن پڑھنے کا باب ہے اور حضرت ابوموسیٰ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا:

((لقد اوتیت مزمارا من مزامیر داؤد))
”کہ مجھے حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے نوازا گیا ہے۔“ (بخاری کتاب التفسیر)

⑦ قرآن پاک پڑھنے میں تیزی نہیں کرنی چاہیے کہ الفاظ آپس میں گھل جائیں اور سمجھ نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تُحَرِّکْ بِهِ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ (القیامۃ: ۱۶)
کہ قرآن پاک پڑھتے ہوئے جلد بازی میں زبان نہیں ہلانی چاہیے۔

⑧ ایک ایک لفظ کھینچ کھینچ کر اور موتیوں کی صورت الگ پڑھنا چاہیے۔ ایسے جیسے ہر لفظ کا مزا لے لے کر پڑھا جائے۔ بخاری شریف میں باقاعدہ الفاظ کھینچ کر پڑھنے کا باب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوب کھینچ کر پڑھتے تھے۔

دوسری جگہ حدیث میں ہے:

((فقال کانت مدائم قراء بسم الله الرحمن الرحیم یمد بسم الله یمد بالرحمن یمد بالرحیم)) (بخاری کتاب التفسیر)

”کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کھینچ کر پڑھتے تھے پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کہا کہ بسم اللہ کو کھینچنے، پھر الرحمن کو کھینچنے پھر الرحیم کو کھینچتے۔“

⑨ ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿أَوْزِدْ عَلَیْهِ وَرَکِلَ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا﴾ (مزل: ۴)

کہ قرآن پاک کو نہایت اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے رات پوری مفصل سورتیں پڑھیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: قرآن نہیں پڑھا بلکہ یہ تو گھاس کا ٹٹا ہوا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((یقطع قراته یقول الحمد لله رب العالمین ثم یقف ویقول الرحمن الرحیم ثم یقف وکان یقرأ مالک يوم الدين)) (شمائل ترمذی)

”کہ رسول اللہ ﷺ ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے تھے الحمد للہ رب العالمین پڑھتے پھر ٹھہر جاتے، پھر الرحمن الرحیم پڑھتے پھر رک جاتے، پھر مالک يوم الدين پڑھتے۔“

یعنی ہر آیت (گول دائرے) پر رکنا اور وقف کرنا ہی سنت اور ترتیل ہے۔

شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں: ترتیل لغت میں صاف اور واضح پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کئی چیزوں کی رعایت سے تلاوت قرآن کو کہتے ہیں۔ اول حرفوں کا صحیح طرح مخرج سے نکالنا، دوسرے (گول دائرے) آیات کے نشان پر ٹھہرنا۔

تیسرے حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زیر، زیر اور پیش وغیرہ اچھی طرح ظاہر کرنا۔ چوتھے آواز کو تھوڑا بلند کرنا، پانچویں آواز میں درد پیدا کرنا کہ دل پر اثر ڈالے۔ چھٹے تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کرنا کہ اس کے اظہار سے عقلت کلام ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔

ساتویں آیات رحمت و عذاب کا حق ادا کرے (جیسا کہ شروع میں گزرا اور مقصود ان سے قرآن پاک کا فہم ہے) (تحت آیت قل القرآن ترتیل)

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز قرآن پاک کے پڑھنے والے کو کہیں گے کہ ترتیل سے پڑھتا جا جس طرح دنیا میں پڑھتا تھا اور جنت کے درجات ملے کرتا جا، جہاں آیات ختم ہوگی وہی تیری منزل ہے۔ (سنن اربوہ، احمد، ابن حبان باب فاعل القرآن)

گویا زیادہ بلند مقام اسی کو ملے گا جو نہایت اطمینان اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔

⑩ قرآن پاک کو جتنا بھی غور و فکر سے پڑھا جائے بہتر ہے کم از کم مدت ایک ماہ میں ختم کرنا چاہیے۔ اگر مزید استطاعت ہو تو پندرہ دن میں، مزید استطاعت ہو تو سات دن، میں اس سے کم بالکل نہیں پڑھنا چاہیے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں روایت ہیں جن میں ایک ماہ میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت، حد سات دن کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اقرأ القرآن فی شهر قلت انی احد قوة حتی قال فاقراء فی سبع ولا ترد علیہ))

یعنی تم قرآن کو ایک ماہ میں پڑھو (حضرت عبداللہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی استطاعت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: زیادہ سے زیادہ سات دن میں پڑھو اور سات سے کم بالکل نہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

اسی وجہ سے قرآن پاک کی سات منازل بنائی گئی ہیں تاکہ حفاظ و قراء ایک ہفتے میں قرآن پاک کا دور کر سکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین نے روزانہ تلاوت کی ایک مقدار مقرر کی ہوئی تھی جسے حزب یا منزل کہا جاتا ہے۔ پورے قرآن کی کل سات منازل یا احزاب ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر مقدمہ)

بخاری میں روایت حدیث ہم پہلے لکھ آئے ہیں جس میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے آج رات مفصل سورتیں پڑھی ہیں تو ابن مسعود نے کہا: ہذا کھذا الشعر“ کہ یہ تو گھاس کا ٹٹا ہوا۔ (قرآن پڑھنا نہ ہوا) (کتاب التفسیر بخاری)

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((لم یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلث)) یعنی جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قرآن کو کچھ

سمجھائی نہیں۔ (کتاب القرآن)

(۱۱) قرآن پاک پڑھتے ہوئے حالت خشوع و خضوع کی ہو، خشیت الہی کی وجہ سے کپکپاہٹ طاری ہو تو کیا کہنا، آنکھیں اشکبار ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ
أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ
الْحَقِّ﴾ (مائدة: ٨٣)

جب سنتے کہ جو رسول کی طرف اتارا گیا تو ان کی آنکھیں آنسو بہاتے دیکھتے ہو کہ انہوں نے حق پہنچا ہے۔ بخاری شریف کتاب التفسیر باب البكاء عند قراءة القرآن میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سورة النساء النساء سنائی تو آپ رونے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق خصوصاً حضرت عمرو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں عام روایات ہیں کہ وہ بعض اوقات بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔

(۱۲) ریا و نمود سے الگ رہ کر محض رضائے الہی اور خوشنودی ربانی کے لیے قرآن پاک پڑھنا چاہیے۔
قرآن پاک میں بار بار ریاکاری کی سختی سے ممانعت ہے اور اس سے (ریاء سے) نہ صرف اعمال ضائع ہوتے ہیں بلکہ سخت سزا و عذاب بھی مقدر بنتا ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب ریاہ بقرآۃ القرآن میں ایسے قاریوں (یعنی قرآن پاک پڑھنے والوں) کے سلسلے میں احادیث آئی ہیں جو محض ریاکاری کی غرض سے تلاوت و قرأت کرتے ہیں اور ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يعرفون من الاسلام كما يعرف السهم من الرمية))
 ”کہ وہ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے کمان سے تیر، اور فرمایا: ((وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُحَازِرُونَ حُنَّاحِرَهُمْ))
 کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا۔ جب بھی پڑھے دل لگا کر پڑھے، جب اکٹھا ہٹ محسوس کرے تو تلاوت روک دے۔ جی لگنے تک قرآن پاک پڑھنا ہی بہتر، صحیح اور مسنون ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب قراءة القرآن ما التفت قلوبکم میں حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا التَفَتَ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ

فقوموا عنه))

”کہ قرآن پاک اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے اور جب دل اچاٹ ہو تو نہ پڑھو۔“

نوٹ: یہ اس لیے ہے کہ اس طرح قرآن پاک پر نہ غور و فکر، تدبر و تفکر ہو سکتا ہے نہ آیات و وعد و وعید کا حق ادا ہو پاتا ہے۔ نیز اعراب و الفاظ کے خلط ملط اور غلط ہونے کا امکان بھی ہے۔ جب کہ قرآن پاک پر تدبر کا حکم ہے:

افلا يتدبرون القرآن (اسراء: ۴۱)

(۱۳) قرآن پاک کو لازمہ حیات اور ایک معمول بنانا
چاہیے کہ یہ ہر طرح انسان کے لیے فائدہ مند کتاب ہے۔

بخاری کتاب التفسیر میں باقاعدہ باب ہے۔
استذکار القرآن و تعاہدہ کہ قرآن پاک کے ہمیشہ تلاوت کرنے اور پڑھنے (ذکر بنانے) کا بیان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
انما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الابل المعلقة ان عاهد علیہا امسکھا وان اطلقها ذهب
”کہ قرآن والے کی مثال بندھے اوٹ والے کی طرح ہے کہ اگر وہ اس کے گرد رہے گا تو اسے محفوظ رکھے گا ورنہ وہ بھاگ جائے گا۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا: ((تعاهدوا القرآن))
قرآن ہمیشہ پڑھتے رہو۔ (بکاری باب مذکور)

(۱۳) جو کچھ بھی پڑھا جائے اس پر عمل کیا جائے۔
قرآن و احادیث کی تمام تر تعلیمات کا مقصد ہے عمل اور
لازمہ حیات بنانا ہے قرآن پاک کو۔ یہ متقیوں، مومنوں
کے لیے رحمت، ہدایت، شفاء اور موعظت قرار دیا گیا
ہے۔ (یونس: ۵۷، انعام: ۱۵، اعراف: ۳۲، آل عمران: ۱۳۸)
امام ابن کثیرؒ نے تفسیر کے مقدمہ میں ایک حدیث
نقل کی ہے حضرت عبدالرحمنؓ سلمیؓ تابعیؓ کہتے ہیں کہ جن
سے (صحابہ سے) ہم نے قرآن سیکھا وہ کہا کرتے تھے کہ
ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا اور جب تک ہم دس
آیتوں کا علم و عمل نہ سیکھ لیتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے۔
غرض قرآن کا علم اور عمل دونوں ہی کو سیکھا۔

(۱۵) تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم پڑھنا چاہیے۔

ارشاد ماری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾ (نحل: ٩٨)

”کہ جب قرآن پڑھنے لگو تو اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم پڑھ لیا کرو۔“

امام ابن کثیر لکھتے ہیں اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک قرآن کے طرز بیان پر عمل دوسرے عبادت کے بعد کے غرور کا توڑ نیز جو ایسی تباہی منہ سے نکل جاتی ہے اس سے منہ پاک ہو جاتا ہے اور تلاوت کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک کی تلاوت کے دوران وسوسوں سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے۔

علماء کرام نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی بیان کئے ہیں۔

آداب ظاہری

☆ انتہائی ادب سے قبلہ رو با وضو ہو کر

☆ پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔

☆ رونے کی سعی کریں۔

☆ اگر ریاء کا احتمال ہو یا کسی فرد کی تکلیف و برج

کا اندیشہ ہو تو آہستہ ورنہ بلند آواز سے۔

☆ آیات عذاب پر پناہ و مغفرت طلب کریں اور

آیات رحمت پر بھکاری بن جائے یعنی آیات رحمت و

عذاب کا حق ادا ہو۔ ☆ خوش الحانی سے پڑھیں۔

آداب باطنی

☆ قرآن پاک کی عظمت دل میں ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ صاحب کلام ہیں ان کی رفعت و

کبریائی دل میں ہو۔

☆ دل و ساوس و خطرات سے پاک ہو۔

☆ معافی کا تدبیر اور لذت کا اہتمام ہو۔ رسول

اللہ ﷻ نے اک رات یہی آیت پڑھتے ہوئے گزار دی۔

﴿إِنْ تَعَذُّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فإِنَّكَ

أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ (مائدة: ١١٨)

اسی طرح سعد ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھتے

صبح کر دی۔

﴿وَأَمَّا زَوْجَكَ الْهُمُ أَنَّهَا مُحَرَّمُونَ﴾ (نيسن: ۵۹)

جزر آفات کی تلاوت کر رہا ہے، دل ان کے تابع

کر، راجا طرہ پر ہر گواہ اللہ سے گفتگو کر رہا ہے۔

اس کو سنا رہا ہے۔

انارک شہزاد اور مملکت سعودی عرب

قدیمی روابط..... تاریخی دستاویزات کی روشنی میں

تحریر: جناب شیخ صلاح الدین متبول

تحریر: جناب مولانا عارف جاوید محمدی

گذشتہ دنوں محترم جناب مولانا عارف جاوید محمدی اور فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول کی ایک بے حد مفید تالیف "اہل الحلیف فی شبه القارة الهندية وعلاقتهم بالمملكة العربية السعودية وغيرها من الدول العربية" منظر عام پر آئی ہے، جس میں مؤلفین نے جماعت اہل حدیث متحدہ ہندوستان اور مملکت سعودی عرب کے درمیان اعتقادی و فکری ہم آہنگی کی بنیاد پر استوار قدیم تاریخی تعلقات کو مستند دستاویزات اور تاریخی حقائق کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں برصغیر میں اہل حدیث کی تاریخ اور کتاب و سنت کی ترویج اور بدعات کی تردید میں ان کی جہود و مبارک کوشش کا تذکرہ ہے۔ باب دوم میں مملکت سعودی عرب اور جماعت اہل حدیث کے قدیمی روابط کو بیان کیا ہے۔

باب سوم میں برصغیر کے اکابر اہل حدیث علماء میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ سے مستفید ہونے والے حرمین اور دیگر عرب ممالک کے نامور علماء کا تذکرہ ہے۔ باب چہارم میں برصغیر کے اکابر علماء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، میاں نذیر حسین محدث دہلوی، علامہ حسین بن محسن یحیٰی، حافظ عبداللہ محدث غازی پوری، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالرحمان مبارک پوری وغیرہم اور اکابر علمائے عرب کے قلمی اجازات و مکاتیب منقول ہیں۔

اس کتاب کی سب سے امتیازی علامت یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ تمام معلومات اور حقائق کو مستند تاریخی دستاویزات اور قلمی مصورات کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے اور بعض نوآموز محققین کی طرح تاریخی حقائق کو مسخ کر کے عرب کے اندر تجدید کے متعلق اپنے اکابر کے بیان کردہ موقف کو نظر انداز کرتے ہوئے "تاریخ سازی" کرنے کی مذموم جہالت نہیں لگتی۔

اس مفید علمی کاوش میں ذکر کردہ حقائق اور معلومات کی اہمیت کے پیش نظر اردو داں حضرات کے لیے اس کے دوسرے اور تیسرے باب کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے ان تاریخی حقائق کا مطالعہ قارئین کے لیے بے حد مفید ہوگا۔ (ادارہ)

بردار اہل حدیث کے اصول و مبادیات سے مکمل اتفاق رکھتے تھے، جو سرزمین ہند میں قبر پرستی، تقلید پسندی اور بدعات و خرافات کے خاتمے کے لیے کوشاں تھے، لہذا جب انھوں نے دیکھا کہ سعودی بادشاہ کے اقدامات اور افکار ان کے عقائد و خیالات سے مکمل میل کھاتے ہیں تو انھوں نے عقیدہ و منہج میں اتفاق کی بنا پر اس کی کوششوں کو سراہا۔ اس کی اصلاحات کی بھرپور تائید کی اور اس وقت، جب ساری دنیا کا مفاد پرست ٹولہ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو چکا تھا، وہ اس کے ساتھ کدھے کے ساتھ کدھا ملا کر کھڑے ہو گئے۔

یہ تھے وہ حالات جن کی وجہ سے سعودی عرب کے فرماں روا سلطان عبدالعزیز کے ساتھ برصغیر کے اہل حدیث کا تعلق قائم ہوا، جو آنے والے دن کے ساتھ مضبوط سے مضبوط ہوتا چلا گیا۔ لیکن یاد رہے یہ تعلق کسی مادی منفعت یا دنیاوی غرض کی بنیاد پر استوار نہیں تھا، بلکہ ملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس تعلق کی جڑیں ریاض کی فتح سے پہلے کی ہیں، جب وہ اپنے والد امیر عبدالرحمان بن فیصل (۱۲۶۸-۱۳۲۶ھ) کے ساتھ کویت میں مقیم تھے۔

اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۲۰-۱۳۲۰ھ) کے ایک شاگرد سید عبداللہ غزنوی (۱۲۳۰-۱۲۹۷ھ) کے بارہ بیٹے تھے، جو تمام کے تمام جید علماء اور مبلغین تھے، ان میں سے دو بیٹے علامہ عبدالواحد غزنوی اور علامہ عبدالرحیم غزنوی تجارت پیشہ تھے اور اس سلسلے میں وہ مختلف ممالک کا سفر کیا کرتے تھے۔ اسی غرض سے وہ ایک مرتبہ کویت گئے تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کی امیر عبدالعزیز اور ان کے والد امیر عبدالرحمان الفیصل سے ملاقات ہو گئی۔ یہ دونوں شہزادے ان دونوں اہل حدیث علماء کے علم و اخلاق سے اتنا متاثر ہوئے کہ انھوں نے باقاعدہ ان سے علمی استفادہ کیا اور ان کے درمیان عقیدہ و منہج میں اتحاد و یگانگت کی اساس پر خلوص اور محبت بھر تعلق قائم ہو گیا۔

بعد ازاں جب سلطان عبدالعزیز نے نجد کے دار الحکومت ریاض کو فتح کر لیا تو ان دونوں علماء کو ریاض آنے کی دعوت دی، انھوں نے یہ دعوت قبول کر لی اور پانچ سال تک نجد میں قیام کیا۔ اس دوران میں آل سعود کی کئی مقتدر شخصیات اور نجد کے لوگوں نے ان سے علمی فیض حاصل کیا۔ جب سلطان عبدالعزیز نے حجاز بھی فتح کر لیا تو

کتاب و سنت کو سمجھنے اور اپنانے کا شعار بلند کیا۔ اس دعوت کے نتیجے میں انھیں اندرونی اور بیرونی مخالفین کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری طرف اسی زمانے میں نجد کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل سعود (۱۲۷۳-۱۲۹۷ھ) سعودی سلطنت کے تیسرے مرحلے میں اپنی مملکت کی تشکیل و تاسیس میں مشغول تھے، انھوں نے اپنی مملکت کی بنیاد توحید خالص اور کتاب و سنت پر رکھی۔ شرک اور بت پرستی کے تمام مظاہر کا خاتمہ کیا۔ کئی قبروں اور درگاہوں کو مسمار کیا اور بے دینی اور زندہ بقیہ جیسے تمام اسلام مخالف افکار کی تیخ کشی کی۔ بدعات و خرافات کی حوصلہ شکنی کی، حدود اللہ کو نافذ کیا اور اسلامی نظام عدل نافذ کیا۔ یہ افکار اور مبادیات برصغیر میں خالص اسلام کے علم

برصغیر پاک و ہند ایک ایسی سرزمین ہے جو صدیوں سے ظلمت و جہالت، توہم پرستی، بتوں اور قبروں کی پرستش، طبقاتی کشمکش، مذہبی منافرت اور مسلکی تعصب جیسی گمراہیوں کی وجہ سے توحید خالص کی نعمت سے محروم اور ایک جاں بہ لب مریض کی طرح اس جام شفا کی محتاج و منتظر تھی اور اب بھی ہے۔ ان جہالت زدہ حالات اور اس کثیر جہتی مگر اسلام کی روح سے نا آشنا معاشرے میں علمائے اہل حدیث اور توحید و سنت کے متوالوں نے بڑی جگر کاوی سے توحید خالص کی شمع روشن کی۔ اس شخصیت پرست سماج میں عقائد و عبادات، احکام و معاملات، اخلاق و آداب، سیاست و معاشرت، تجارت و معیشت اور دیگر تمام دینی و دنیوی امور میں صرف نئی مکر مںمیں کی سیرت و سنت کو اپنانے کی دعوت دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم دین کے مطابق

فریقین کا مقصد حیات اور نقطہ اتصال تھا۔

چنانچہ اہل حدیث نے برصغیر میں مملکت کے دفاع کا میدان سنبھال لیا اور قبرستوں، انگریز کے پھوسوں اور خانقاہی نظام کے علم بردار اصحاب جبہ و دستار کی طرف سے پھیلائی جانے والی شرانگیزیوں کا مدلل جواب دیا۔ سلطان عبدالعزیز نے مملکت میں جن مذہبی اصلاحات کا آغاز کیا تھا، اس کی تائید میں اپنے اہل ابائی و مسائل کو وقف کر دیا اور بدعتیوں کی طرف سے لکھے جانے والے رسائل کے جواب لکھے۔

شر پسند عناصر نے مشہور کر دیا کہ سعودی فرماں روا نے نئی محترم مسجد پر بنے ہوئے گنبد کو گرا دیا ہے تو معاملے کی تحقیق کے لیے بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان اور مورخ اسلام مولانا غلام رسول مہر نے مدینہ طیبہ کا سفر کیا، تاکہ صورت حال کا قریب سے جائزہ لیں اور ان عناصر کا منہ بند کریں۔ انھوں نے بادشاہ کی تائید اور اس کے دفاع میں کئی قصائد لکھے۔ ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ کریں:

داخل ہوا مدینے میں آج ابن سعود
پھر جوش پر ہے رحمت رب دود آج
توحید کا عرب میں علم سر بلند ہے
قائم ہوئی ہیں شرع نبی کی حدود آج
اس جھوٹ پر کہ گنبد خضریٰ ہوا شہید
سلطان نے بکھیر دیا تار و پود آج
مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی میدان میں اترے، انھوں نے مملکت اور اس کے فرماں روا کا بھرپور دفاع کیا۔ مولانا امرتسری مرحوم نے اپنے اخبار اہل حدیث کے صفحات کو سلطنت توحید کے دفاع کے لیے وقف کر دیا، انھوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اس موضوع پر کئی مستقل رسائل تالیف کیے جو درج ذیل ہیں:

- ۱) وہابی تحریک پر ایک نظر۔
- ۲) مسئلہ حجاز پر ایک نظر
- ۳) تحفہ نجدیہ۔

سلطان عبدالعزیز کے بارے میں علی برادران کا موقف:

سید داود غزنوی کا بھی سعودی عرب میں دعوت توحید کی تائید و نصرت کے حوالے سے ایک بڑا مضبوط موقف تھا، انھوں نے اپنے رسالے ”توحید“ میں اس کی بھرپور تائید کی اور ”تحفہ نجد“ کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا، جس میں لکھا کہ ”سلطان عبدالعزیز نے حجاز میں جو اصلاحات کی ہیں،

برصغیر کے مسلمانوں کی تعداد دیگر تمام ممالک سے زیادہ تھی، اسی طرح اس زمانے میں ہندوستانی حاجیوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں تھی، لہذا اس پہلو کو مد نظر رکھ کر سلطان عبدالعزیز نے مولانا اسماعیل بن عبدالواحد غزنوی کو 1927ء میں ہندوستانی حاجیوں کے لیے سعودیہ کا مندوب مقرر کر دیا۔ وہ تیس سال تک اس منصب پر فائز رہے اور ہر سال حج کرتے تھے، تا آنکہ 1960ء میں ان کا پیغام اجل آ گیا۔

سلفیان برصغیر کے جزیرہ عرب کے حکمران اور اس کو وحدت کی لڑی میں پرونے والے سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمان الفیصل کے ساتھ تعلقات کے نمایاں خط و خال کچھ یوں تھے:

- ۱) جب بادشاہ کی دوسروں نے مخالفت کی تو انھوں نے اس کی بھرپور تائید کی۔
- ۲) دونوں اطراف کے مفادات میں جانیں (ملک عبدالعزیز اور اہل حدیث علما) میں خطوط و رسائل کا تبادلہ ہوا۔

- ۳) جماعت اہل حدیث کے بعض سرکردہ افراد کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تو بادشاہ نے شخصی مداخلت کر کے ان کے درمیان صلح کے لیے پل کا کردار ادا کیا۔

- ۴) بلا حرمین میں فلاحی اور تبلیغی منصوبوں کا آغاز کیا اور اس میں مقدور بھر معاونت کی۔

علمائے اہل حدیث کی بانی مملکت سے روابط کی اساس اور تعلقات کی نوعیت:

برصغیر کے علمائے اہل حدیث کے جدید سعودی مملکت کے بانی اور فرماں روا سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمان الفیصل کے ساتھ تعلقات کی بنا اس وقت پڑی جب وہ اپنے والد کے ساتھ کویت میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے اور مملکت کا قیام غیر یقینی تھا، ان روابط کی بنیاد اور مح نظر کسی مادی یا سیاسی مفاد کا حصول نہیں تھا، بلکہ یہ خالص دینی اور علمی جذبے کے تحت قائم ہوئے۔ عقیدہ و منہج میں کامل یکاگت کے ساتھ ساتھ توحید خالص کی دعوت، بدعات و خرافات کا خاتمہ اور صرف قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی اسلام کی ترویج و اشاعت

1926ء میں حرمین شریفین کے حوالے سے انھوں نے ایک کانفرنس بلائی اور اس کی دعوت پر درج ذیل اہل حدیث علماء نے اس میں شرکت کی:

① سید عبدالواحد غزنوی (1930ء)

② سید اسماعیل بن عبدالواحد غزنوی (1960ء)

③ سید داود بن عبدالجبار غزنوی (1963ء)

④ مولانا عبدالقادر قصوری (1942ء)

⑤ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (1948ء)

⑥ حافظ حمید اللہ دہلوی (1950ء)

ان حضرات کے علاوہ کئی دیگر علمائے اہل حدیث بھی سلطان عبدالعزیز کی دعوت پر اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ سلطان عبدالعزیز نے حجاز میں جو اصلاحات اور تبدیلیاں کیں، قبروں پر بنے ہوئے گنبد سمار کیے اور ان تمام اسلام مخالف چیزوں کو مٹا دیا جو اسلام، اہل اسلام اور بالخصوص حجاج کے مفاد میں تھے تو ان علمائے اہل حدیث نے بادشاہ کے اقدامات کی بھرپور تائید کی اور کانفرنس میں شریک دیگر وفد کی شدید مخالفت کی قطعاً پروا نہ کی، بلکہ انھوں نے ان اصلاحات کی موافقت کی اور اس کی حمایت کے لیے اپنے تمام ابلاغی وسائل مخصوص کر دیے، بدعتیوں اور مفاد پرستوں کی طرف سے لگائے گئے الزامات کی تردید کی اور ان کا منہ توڑ جواب دیا۔

بادشاہ نجد ان اصلاحات کے بارے میں اہل حدیث کے دو ٹوک تائیدی موقف سے بہت متاثر ہوا، جو وفد کے ساتھ اس کے حسن سلوک اور پر جوش رویے سے بالکل واضح تھا۔

سلطان عبدالعزیز نے جب مولانا عبدالقادر قصوری سے، جو بڑے پروقار اور حق گو عالم باعمل تھے، مشورہ طلب کیا تو انھوں نے بادشاہت، رعیت اور حرمین و شریفین کے انتظام کے حوالے سے ایسے عمدہ مشورے دیے کہ بادشاہ ان کی دانائی اور حق گوئی سے بڑا متاثر ہوا اور اس نے ان کو بطور مشیر اور مبلغ مملکت میں قیام کی دعوت دی یا بصورت دیگر وہ اپنے بیٹوں مولانا محی الدین اور محمد علی میں سے کسی کو وہاں چھوڑ دیں، لیکن انھوں نے اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر امور مملکت میں دخل اندازی سے پرہیز کرنا ہی بہتر سمجھا اور یہ جواب دے کر معذرت کر لی کہ ہندوستان کو ہماری زیادہ ضرورت ہے۔

ان کی ماضی قریب میں کوئی مثال نہیں ملتی۔“

دوسری طرف علمائے اہل حدیث نے مملکت کے روحانی بانی شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی تعلیمات کو، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج کے مطابق خالص اسلام پر مبنی ہیں، عام کرنے کا بیڑا اٹھایا اور ان کی کتابوں کے تراجم کا سلسلہ شروع کیا۔

”کتاب التوحید“ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی ایک گراں مایہ تصنیف ہے، جس میں انھوں نے کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح عقیدہ توحید کا تصور پیش کیا اور بڑے دلائل انداز میں عقیدے کے مسائل پر بحث کی۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر مشہور اہل حدیث عالم، مؤرخ اور اردو زبان کے نامور ادیب مولانا عبدالحلیم شرر نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا، پھر اس کے بعد اس کا دوسرا ترجمہ بھی مشہور اہل حدیث عالم اور عربی زبان کے شاہسوار مولانا محمد سورتی کے حصے میں آیا۔

علامہ بشیر احمد سہوانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کی دعوت پر الزام تراشیوں اور بدعتیوں کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا مسکت اور علمی جواب دیا اور اپنی کتاب (حصیۃ الإنسان عن وسوسة الشیخ دحلان) لکھی۔

اسی طرح علامہ مسعود احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں ”محمد بن عبد الوہاب مصلح مظلوم مفسری علیہ“ کے نام سے ایک بڑی عمدہ کتاب لکھی، جو اردو میں ”محمد بن عبد الوہاب ایک مظلوم مصلح“ کے نام سے چھپی۔

سیرت نبوی کی مشہور کتاب ”رحمۃ للعالمین“ کے مصنف شہیر قاضی محمد سلیمان منصور پوری 1930ء میں حج بیت اللہ کے لیے گئے تو ان کی ملاقات سلطان ابن سعود سے ہوئی۔ سلطان نے قاضی صاحب سے تاریخ نجد لکھنے کے متعلق کہا اور اس موضوع سے متعلق بعض کتابیں بھی عنایت کیں۔ لیکن واپسی پر جہاز ہی میں 30 مئی 1930ء کو قاضی صاحب انتقال کر گئے اور سلطان کے فرمان پر عمل نہ ہو سکا۔

تیسری جانب برصغیر کے مسلمانوں اور علمائے اہل حدیث نے اس نوزائیدہ اسلامی ریاست کی ہر ممکن مالی مدد بھی کی۔ مکہ مکرمہ میں بیٹھے پانی کے کنوئیں کھدوانے کے لیے، علم حدیث کی اشاعت کے لیے، مدارس کی تعمیر کے لیے اور دیگر کئی اہم ضروریات کے لیے سیم وزرا اکٹھا کر کے سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کیا، جس کو انھوں نے

شکریے کے ساتھ قبول کیا۔ اس طرح ان جانثارانِ توحید کے لیے جو کچھ ہو سکا، انھوں نے اس سلطنت کے لیے کیا اور اخلاص کے ساتھ دامے درمے قدمے سخنے اس مملکتِ توحید کے ساتھ تعاون کیا، جس کی وجہ سے شاہی خاندان کے افراد برصغیر کے علمائے اہل حدیث کو ہمیشہ احترام کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہیں اور وہ ان کے ممنون رہے ہیں۔

یہ تعلقات علمی نوعیت کے بھی تھے، معاشرتی نوعیت کے بھی اور تجارتی نوعیت کے بھی۔ جاز اور نجد کے علماء علم حدیث کی طلب کے لیے ہندوستان میں مدارس اہل حدیث کا رخ کرتے رہے اور وہاں کے محدثین سے حدیث پڑھنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے تھے، اسی طرح علمائے اہل حدیث بھی ان عرب علما سے استفادہ کرتے رہے، علماء کے درمیان خط کتابت کا سلسلہ شروع ہوا، علمی تبادلے کی فضا قائم ہوئی، برصغیر کے چھاپہ خانوں میں ائمہ دعوت اور نجدی علماء کی کئی کتابیں چھپیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ورثے سے دونوں اطراف کو گہرا تعلق خاطر تھا۔ علمائے ہند اور علمائے نجد نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل اور کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، جو برصغیر میں تحریک عمل بالحدیث اور اشاعت سنت کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ علمی نسبت قائم کرنا ہر کوئی اپنے لیے باعثِ صداقت و افتخار سمجھتا ہے، وہ بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

یہاں ان برادرانہ اور علمی و اسلامی تعلقات، روابط، مراسلات اور ملاقاتوں کے دستاویزی ثبوت فراہم کیے جاتے ہیں، جو برصغیر کے سرکردہ علمائے اہل حدیث اور مملکت سعودی عرب کے راہنماؤں، علماء اور شاہی خاندان کے درمیان استوار ہوئے اور وہ برصغیر کے اہل حدیث اخبار و جرائد میں محفوظ ہیں۔..... (جاری)



لقد

یادِ رفتگان

صاحب اور حضرت حافظ محمد اسماعیل صاحب کی شیریں و موثر خطابت سے کراچی میں مسلک اہل حدیث کو بڑا فروغ رہا اور پھر ان دونوں کی سرپرستی علامہ محمد یوسف مکتویؒ جیسے معبر مناظر و مقرر اور بلند پایہ عالم دین فرماتے

تھے بلکہ بیشتر جلسوں کی صدارت بھی علامہ صاحب فرمایا کرتے تھے۔ عامل روز پران کی فیکٹری تھی جہاں رمضان المبارک میں افطاری بھی پر تکلف ہوتی اور علمی مجالس بھی منعقد ہوتیں۔ بھارت سے شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی بھی تین چار دن کے لیے تشریف لائے جو علامہ صاحب کے دولت کدہ پر مقیم رہے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر اونچی علمی شخصیات کی صحبت و ملاقاتوں سے ہمیں کس قدر مسرت بھری سعادت حاصل رہی۔ کہنا پڑے گا کہ آج کراچی میں جس بڑی تعداد میں اہل حدیث مسلک کے شہید اور حاملین موجود ہیں اس خوش کن ماحول کے پیدا کرنے میں حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور قاری عبدالخالق رحمانی کی عالمانہ وجاہت اور مجاہدانہ خطابت کا بہت بڑا اور مرئزی کردار ہے۔ بس یوں سمجھیے

کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی
ابھی اس راہ سے گذر رہی ہے کوئی

حضرت قاری عبدالخالق رحمانی روز اول سے مرکزی جمعیت اہل حدیث سے نہ صرف وابستہ رہے بلکہ مرکزی عہدوں پر فائز رہے۔ مولانا سید محمد داود غزنویؒ کے دورِ امارت میں وہ جو نیر مرکزی نائب امیر تھے۔ سینئر نائب امیر مولانا خان مہدی زمان خاں ہزاروی (جو جنرل ایوب خاں کے پھوپھی زاد بھائی تھے) حضرت مولانا محمد اسماعیل سلّیؒ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ اور حضرت مولانا معین الدین لکھویؒ کے ادوار امارت میں قاری صاحب سینئر نائب امیر رہے۔ قاری صاحب کی حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو علامہ احسان الہی ظہیرؒ جیسے بے پناہ خطابت و ذہانت اور تقریری و تحریری صلاحیتوں سے مالا مال عالم دین عنایت کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ اب تو نہ وہ ذوق و شوق رہا اور نہ ہی دھواں دھار خطابت کے آفتاب رہے۔ صورت حال یہ ہے کہ

ویران ہے میکدہ خم وساغر اداس ہے
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

وی پی آ رہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی و اخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

اس دن ہر انسان اس بات کا منتظر ہوگا کہ آج اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ لیکن اگر آج اللہ تعالیٰ نے

اور اونچا کیا یہاں تک کہ نصف پنڈی تک پہنچ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہہ بند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے کہ کبھی کبھی میرا تہہ بند نیچے کھسک جاتا ہے تو آپ نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں۔ (مسند احمد: ۲/۱۲۷)

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ایک نیا تہہ بند باندھ رکھا تھا جو کہ لٹک رہا تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی میں عبداللہ بن عمرؓ ہوں تو آپ نے فرمایا: اگر تو عبداللہ ہے تو اپنے تہہ بند کو اوپر کر، میں نے اپنا تہہ بند اونچا کیا اور اس کے بعد میں نے کبھی نیچے نہیں لٹکایا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنا تہہ بند نیچے نہیں لٹکایا حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (مسند احمد: ۲/۱۳۱)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے تکبر کے ساتھ اپنا تہہ بند، قمیص اور عمامہ لٹکایا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ (نظر رحمت) سے اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ (سنن ابی داؤد: ۴۰۹۴)

اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے نہ جنت کو حلال کریں گے اور نہ جہنم کو حرام ٹھہرائیں گے۔ (سنن ابی داؤد: ۶۳۷)

سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اترا تے ہوئے اپنا تہہ بند نیچے لٹکایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔ (صحیح البخاری: ۵۷۸۸)

صحابہ کرامؓ پر اس کے اثرات

مسلم بن یناقؓ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ بنو عبداللہ کی مجلس میں تھا تو ہمارے قریب سے ایک نوجوان گزرا اور اس کا تہہ بند لٹک رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اے نوجوان! ادھر آؤ پس جب وہ آیا تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تو کون

ہے؟ اس نے کہا میں بنو بکر بن سعد قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کیا تو پسند کرتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت تمہیں (نظر رحمت سے) دیکھیں؟ اس نے کہا جی ہاں تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا تو پھر اپنا تہہ بند ٹخنوں سے اوپر کر لو، میں نے ابوالقاسمؓ سے ان دونوں کانوں سے سنا ہے اور انگلی سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنے تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا، اللہ رب العزت قیامت کے دن اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔

سیدنا عمر فاروقؓ موت کے آلام و شدائد کو جھیلنے ہوئے بھی فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے غافل نہ ہوئے۔ جب آپ پر حملہ ہوا تو آپ کو ملے اور تسلی دینے کیلئے ایک نوجوان آیا اور اس نے کہا: امیر المؤمنین! بشارت قبول فرمائیے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی، پہلے اسلام لائے پھر آپ حاکم بنائے گئے تو عدل و انصاف سے کام لیا اور اب شہادت کی موت نصیب ہو رہی ہے۔ عمر فاروقؓ نے یہ سن کر کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں برابر برابر جھوٹ جاؤں، نہ مجھ پر کسی کا کوئی حق ٹکے اور نہ ہی میرا کسی پر، پھر وہ نوجوان واپس جانے لگا تو آپؓ نے دیکھا کہ اس کا تہہ بند زمین پر گھسٹ رہا ہے، آپ نے فرمایا: اس نوجوان کو میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپ نے کہا: اے عزیز! اپنا تہہ بند اوپر کر لو اس سے تمہارا کپڑا صاف رہے گا اور تمہارا رب خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۰۰)

احسان جتلانے والا:

دوسرا نصیب وہ ہے جو قیامت کے دن رحمت الہی سے محروم ہوگا۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کریں گے۔

- ① احسان جتلانے والا جو احسان جتلائے بغیر چیز دیتا ہی نہیں۔
- ② دوسرا جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔
- ③ تیسرا آدمی اپنا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔ (صحیح مسلم: ۱۰۶۰)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی طرف اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن نہیں دیکھیں گے:

- ① والدین کا نافرمان ② ایسی عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔ ③ بے حیاء
- ☆ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے:
- ① والدین کا نافرمان، ② شراب نوشی پر پیشگی کرنے والا، ③ کچھ دے کر احسان جتلانے والا (سنن النسائی: ۲۵۶۳)

جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا:

اس سلسلے کا تیسرا آدمی جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنے والا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (سامان بیچتے وقت دکاندار کے) قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن قسم برکت کو ختم کر دیتی ہے۔ (صحیح البخاری: ۲۰۸۷)

گویا کہ ایسی جھوٹی قسمیں کھانے سے مال تو کچھ نہ کچھ بک جاتا ہے لیکن جب اس کا جھوٹ اور فریب حل جاتا ہے تو لوگ اس کے پاس آنا چھوڑ دیتے ہیں تو اس طرح برکت بھی جاتی رہتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کریں گے اور نہ ہی انہیں (گناہوں سے) پاک کریں گے بلکہ ان کیلئے سخت دکھ دینے والا عذاب ہے۔

- ① ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں وافر پانی موجود ہو اور وہ دوسرے مسافر کو اس سے نہ پلائے۔
- ② دوسرا وہ شخص جو امام کی بیعت کرے اور بیعت کی غرض صرف دنیا کمانا ہو، اگر وہ امام اسے کچھ دیتا رہے تو بیعت پوری کرے ورنہ توڑ دے۔

③ تیسرا وہ شخص جو اپنا مال و متاع عصر کے بعد بیچ رہا ہو اور قسم کھائے کہ اسے اس سامان کی اتنی اتنی قیمت مل رہی تھی اور پھر خریدنے والا اسے سچا سمجھ کر اس مال کو لے لے، حالانکہ اسے اس کی اتنی قیمت نہیں مل رہی تھی۔ (صحیح البخاری: ۷۲۱۲) آخر میں یہی دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی بقیہ زندگی قرآن و حدیث کی روشنی میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



مصائب میں صبر کرنے والوں کا مقام

تحریہ
ڈاکٹر سجاد الہی

مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر دیا جاتا ہے۔“

(10) صبر کرنے والے صرف صابر ہی نہیں کہلاتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سچ بولنے والوں اور متقی لوگوں میں شمار کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور جو لوگ (متعدد اعلیٰ صفات کے ساتھ ساتھ) تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرتے ہیں، یہی سچے اور متقی لوگ ہیں۔“

(11) صبر کرنے والے صرف خود ہی نہیں جنت میں داخل ہوں گے بلکہ ان کے ساتھ ان کے نیک و کار والدین، بیویاں اور بچے بھی جنت میں جائیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اور وہ لوگ اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں (اس کے بعد ان کی متعدد صفات کا ذکر کیا، پھر فرمایا) ان ہی کے لیے عاقبت کا گھر ہے۔ ان کے رہنے کے لیے باغات ہیں، جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیک و کار ہوں گے ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے (اور) کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے دار آخرت کا (یہ) کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔“

(12) بدی کا بدلہ نیکی سے دینا بہت اعلیٰ صفت ہے اور یہ صفت انہی لوگوں میں پائی جاتی ہے جو صبر کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے رفع دفع کرو، پھر وہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے، وہ تمہارے دلی دوست جیسا ہو جائے گا اور یہ بات (صفت) انہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں، اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پاسکتا۔“

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مشکلات کے آنے پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!



(4) دین میں آنے والے مصائب پر صبر کرنے والے قیامت کے دن جنت میں بلند درجات کو پالیں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہی (پچھلی آیت میں مذکور) وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت میں بالا خانے دیئے جائیں گے، وہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا۔“

(5) صبر کرنے والا کسی پر احسان نہیں کرتا بلکہ اس کا صبر کرنا اس کے اپنے ہی فائدے کے لیے ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور اگر (تم) بدلہ بھی لو، تو بالکل اتنا ہی لو جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا جائے، اور اگر تم صبر کر لو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے۔“

(6) صبر صادق ان صفات میں سے ایک صفت ہے جو انسان کو امامت کے درجات تک پہنچا سکتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور جب ان لوگوں (بنی اسرائیل) نے (مصائب کے آنے پر) صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔“

(7) صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی محبت سے نواز دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

(8) صبر کرنے والے مصائب اور مشکلات میں اکیلے نہیں رہتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے حامی اور مددگار بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اور صبر کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

(9) صبر کرنا اتنا عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عمل کا بے حد و حساب اجر ملتا ہے۔ قرآن

ہر انسان مشکلات اور مصائب کا شکار ہے، کوئی انسان ایسا نہیں کہ جسے آفات اور مشکلات نے نہ گھیرا ہو۔ کوئی مشکلات کے گرداب میں پورے کا پورا پھنسا ہے اور کوئی کم۔ اسی لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو صبر اور عزم کے ساتھ مصائب کا سامنا کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن بہت سے مسلمان مشکلات سے دل برداشتہ ہو کر صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مصائب کا مقابلہ ٹھیک طریقے سے نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ وہ صبر کا ثواب حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر صبر کرنے والوں کے لیے متعدد انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے 12 انعامات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے ایک آیت میں ہی تین انعامات کو یکجا کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجئے، جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور (صبر کرنے والوں پر) ان کے رب کی نوازشیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

(2) صبر کرنے والا انبیاء اور رسولوں کی بے شمار اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت کو پالیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ سے فرماتے ہیں: ”پس (اے پیغمبر) تم ایسا صبر کرو، جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا۔“

(3) صبر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ صبر کرنے والا بلند و بالا ہمت کا مالک ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور اگر تم صبر کرو لو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔“

مولانا محمد نعیم بٹ کو صدمہ! والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!

نماز جنازہ قبرستان کلاں میں مولانا الشیخ خالد بن بشر نے پڑھائی۔ امیر محترم سینیٹر پروفسر ساجد میر، ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم، خان غلام دستگیر خان دیگر کا اظہار تعزیت گوجرانوالہ (سٹاف رپورٹر) مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سینئر نائب ناظم اعلیٰ، ممبر قرآن بورڈ مولانا محمد نعیم بٹ کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد پیر کی صبح سات بجے انتقال آگئیں۔ ان کی نماز جنازہ اسی روز سہ پہر فضیلۃ الشیخ مولانا خالد بن بشر نے قبرستان کلاں میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے امیر پروفسر عبدالستار حامد، ناظم اعلیٰ میاں محمود عباس، ناظم انتخابات پروفسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد، مولانا حافظ محمد یونس آزاد، مرکزی ناظم مالیات حاجی عبدالرزاق، حاجی نذیر احمد انصاری، صوبائی ناظم مالیات مولانا مبشر احمد مدنی، مولانا قاری محمد عزیز، مدیر اعلیٰ اہلحدیث مولانا بشیر انصاری، مولانا میاں محمد جمیل ایم اے، امیر ضلع مولانا قاری محمد حنیف ربانی، امیر ضلع گجرات علامہ طارق محمود یزدانی، امیر ضلع سیالکوٹ مولانا ملک محمد منیر، صوبائی ناظم تبلیغ مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر، حافظ شاہد امین امیر سیالکوٹ، امیر لاہور مولانا نادر انصاری، مولانا امتیاز احمد مجاہد، مولانا عبدالحمید مظہر، مولانا عبدالغفار نقیب، مولانا محمد صادق عتیق، مولانا پروفسر سعید کلیروی، مولانا صاحبزادہ حافظ عمران عریف، مولانا میاں محمد سلیم شاہد، مولانا محمد ابرار ظہیر، صدر اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان حافظ ذاکر الرحمان صدیقی، سیکرٹری جنرل اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان حافظ فیصل افضل شیخ، صوبائی صدر حافظ عمران تبسم، مولانا محمد مشتاق چیمہ، حافظ محمد امین محمدی، صوبائی سیکرٹری یوتھ فورس حافظ منظور الہی، حافظ غلیل احمد ندیم، مولانا عبدالحمید ہزاروی، عبدالرحمن عظیم مغل، مولانا مشتاق فاروقی، مولانا اشرف قمر، قاری محمد یونس، مولانا شفیق الرحمن یزدانی، قاری عبدالستین اصغر، محمد عمران مجاہد، حافظ عبدالشکور شیخوپوری، حافظ امتیاز محمدی، حافظ مقصود احمد اور دیگر اکابر و اعیان جمعیت نے شرکت کی۔ دریں اثناء مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے)، چیمبرمین صوبائی بیت المال ملک محمد سلیمان منگلہ، مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر صاحبزادہ حافظ عبدالعلیم یزدانی نے بھی مولانا نعیم بٹ سے ملاقات میں والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ جبکہ امیر محترم سینیٹر پروفسر ساجد میر، سابق وفاقی وزیر خان غلام دستگیر خان، چیمبرمین ڈسٹرکٹ زکوٰۃ و عشر کمیشن میاں امجد محمود، سلمان خالد پوٹی بٹ، عمران خالد بٹ ایم پی اے اور دیگر سیاسی و سماجی شخصیات نے بھی مولانا محمد نعیم بٹ سے والدہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا ہے۔ (ادارہ)

نے بھی اب جوا استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی مطب ہمدرد
سکیم موٹر علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-5419788

اظہارِ تعزیت

❁ مرکزی جمعیت احمدیہ تحصیل گوجرہ کے رہنماؤں
ڈاکٹر محمد حسن، مولانا عبدالقادر عثمان، ملک محمد اسلم آزاد، حافظ محمد اسلم
جٹ، مولانا عدنان افضل، مولانا نیا ز الہی گوری، محمد ایوب سجاد محمد
سرفراز حسن اور احمدیہ یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کے صدر ملک محمد
ارشاد نے ناظم اعلیٰ جناب حافظ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کی اہلیہ کی
معفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

❁ مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل گوجرہ کے رہنما ڈاکٹر محمد حسن کے خالہ زاد بھائی محمد اسحاق کی اہلیہ انتقال کر گئیں جنہیں گوجرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ تحصیل گوجرہ کے رہنما مولانا عبد القادر عثمان نے پڑھائی۔ تحصیل گوجرہ کے عہدیداران نے مرحومہ کے انتقال پر اظہار تعزیت، مغفرت اور پرسہاندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

4 تسلیمینہ :

4 تلمیہ: جو کے آنے یا گندم کی بھوی اور شہد ملا کر تیار کیا جاتا تھا۔ مگر متفرق روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تلمیہ یا گیہوں کو ذل کر دودھ میں پکایا جاتا تھا۔ جو بیماروں کو کھانے کے لیے بطور خاص دیا جاتا تھا۔

الغرض بغیر چھنا روٹی کی شکل میں یا ستو کی شکل میں، حضور اکرم ﷺ نے تمام زندگی استعمال فرمایا اور اسی طرح استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جس کے متعلق اطباء جدید اور بسیار تحقیق لائے اور پھر اس کے فوائد بیان کیے۔

مصور ہر بل پینڈ بک کی مصنفہ جو لیٹ وے، پیراگلی لیوی نے لکھا ہے کہ دوائی خواص کا حامل اناج ہے، خون کے جوش کو کم کرتا ہے اور اندرونی اعضاء کو مفید ہے۔ خاص طور پر گردوں پر اچھا اثر کرتا ہے، گردوں اور مثانہ کی عام تکلیفوں کے علاوہ یہ بیماروں اور شیر خوار بچوں کی غذا ہے، اس کا کہنا ہے کہ جھکوا بال کر پھینچ لیا جائے اور لیوین کا رس ملا کر استعمال کیا جائے۔ ماڈرن انسائیکلو پیڈیا الف ہریز کے مصنف کا کہنا ہے کہ بیماری سے اٹھنے والوں کے لیے بہترین غذا ہے۔ انہوں

تتمة

طِبُّ وَصَحَّة

کہ معدہ اور نظام ہضم کی متعدد بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہی بھوسہ بغیر چھنے کی شکل میں سٹوکا نعم البدل ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا دستور تھا کہ کھپ ﷺ بغیر چھنے آئے کو ستو کی شکل میں نوش فرماتے تھے۔ غزوات میں ستو کے استعمال کی بکثرت روایات ملتی ہیں۔ بلوغ الحرام میں مرقوم ہے کہ اہل عرب بغیر چھنے آئے کے استعمال کو ترجیح دیتے تھے اور اس کا استعمال مختلف شکلوں میں کرتے تھے۔ ان کھانوں کی مختلف تراکیب ہیں۔ چند نام و ترکیب استعمال نقل کیے جا رہے ہیں۔

1 غازیہ: جنو کے آنے کے اوپر دودھ دوا جاتا اور پھر گرم پتھروں پر رکھ کر یکا لیا جاتا تھا۔

2 حقیقت: جن کے آٹے کو پانی یا تازہ دودھ میں
گوندھ کر قدرے کھجور کی مٹھاس ڈال کر گاڑھا پی لیا
جاتا تھا۔

3 رعیشہ: جنو کے آٹے کو شیرے میں ملا کر پکایا جاتا تھا۔

یادِ رفگان

حضرت مولانا قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ

تحریر: جناب مولانا محمد یوسف انور

راقم الحروف اس کانفرنس میں دوستوں کی ہمراہی میں شریک ہوا تھا۔ یہ کوئی ۱۹۸۰ء کے اواخر مارچ کے پر بہار دن تھے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے مرکزی قائدین سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل سلفی، علامہ یوسف کلکتوی کے ہمراہ قاری صاحب بھی قید میں رہے۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے دور میں اسلامائیزیشن کے لیے جو اقدامات کیے انہیں عملی شکل دینے میں حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا زین العابدین، مولانا معین الدین اور قاری عبدالخالق رحمانی کا بڑا مؤثر کردار رہا۔

حافظ محمد اسماعیل روپڑی کراچی میں جناح مزار کے بالمقابل ایک خوبصورت کوٹھی قیوم منزل کے لمبے چوڑے لان میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا، لا تعداد لوگ شہر کے اطراف و اکناف سے گاڑیوں پر اور بسوں کے ذریعے شریک ہوتے۔ اس کوٹھی کے مالک حاجی عبدالقیوم مرحوم ”قیوم نیکسٹائل ملز“ جیسے اس زمانے کے کامیاب صنعتی ادارہ کے پروپرائٹر تھے اور حافظ محمد اسماعیل کے خاص عقیدت مند تھے۔ حافظ صاحب نماز تراویح کے بعد پڑھی جانوالی قراءت کے خاص خاص مقامات کا درس دیتے، حضرت قاری صاحب بھی اپنی مسجد میں نماز تراویح پڑھا کر یہاں تشریف لے آئے۔ خورد و نوش کی محفل چلتی اور علمی و ادبی مجلس بھی لطف دیتی۔ حافظ محمد اسماعیل مسجد رحمانیہ رچھوڑ لائن میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک کے دیگر ایام میں پورا مہینہ قریباً ہر نماز کے بعد شہر کی مختلف مساجد اور قیام گاہوں پر ان کے درس قرآن مجید کے پروگرام ہوتے۔ رمضان المبارک کے بعد شوال کے آخر تک تبلیغی جلسوں کا انعقاد ہوتا، جن میں قاری صاحب بھی تقریر کرتے اور کبھی کبھار پیر بدیع الدین شاہ بھی حافظ صاحب کے ساتھ دوسرے مقرر ہوتے۔ اغلب خیال ہے کہ ۱۹۵۹ء کے رمضان المبارک میں حافظ صاحب کی شفقت و رافت مجھے اور میرے دوست شیخ محمد یونس (راولپنڈی) کو کراچی کھینچ لائی۔ ہم نے آدھا رمضان المبارک کراچی میں حافظ صاحب کے ہمراہ گزارا اور مندرجہ بالا تمام روح پرور دینی مناظر سے فیض یاب ہوتے رہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضرت قاری عبدالخالق

۱۹۶۰ء میں جمعیت شبان اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس دھولی گھاٹ فیصل آباد میں ان کو مدعو کیا۔ پھر فیصل آباد نہ صرف سالانہ کانفرنسوں بلکہ سال کے دوران بہت سے تبلیغی پروگراموں میں ان کی شمولیت رہتی اور وہ اپنے مخصوص دولہ انگیز انداز بیان سے سامعین کو محظوظ فرماتے۔ حضرت قاری صاحب کراچی میں ایک ملز کی مسجد صحرا میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے اور وہاں کے بعض دینی مدارس کے منتہی طلبہ کی کلاسوں کو پڑھاتے بھی رہے۔ وہ ایک بے باک و خوش نوا خطیب مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مدرس بھی تھے۔ معقولات و منقولات کی جملہ کتب کی تدریس کا انہیں کمال ملکہ حاصل تھا۔ اس لحاظ سے وہ واقعتاً جامع المعقول و المقول تھے۔ وہ خود جماعت کے اعلیٰ درجہ کے مدرسہ رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے اور وقت کے جلیل القدر اساتذہ سے انہوں نے کسب فیض کیا تھا۔ بلند مرتبہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال حضرت قاری صاحب حس مذاح بھی خوب رکھتے تھے۔ مادری زبان اردو میں جب باتیں کرتے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ خطابت کا تو ملک بھر میں ان کا ایک سرفہرست نام تھا۔ ایک دفعہ ملتان کی کسی تنظیم نے قلعہ کہنہ کے قاسم باغ میں بڑی سطح کی ”توحید کانفرنس“ منعقد کی جس میں تمام مکاتب فکر میں سے ایک ایک مقرر نے تقریر کرنا تھی۔ اہل حدیث کی طرف سے قاری عبدالخالق رحمانی کو کراچی سے مدعو کیا گیا۔ دیگر مقررین میں مولانا غلام اللہ خان، مولانا شاہ احمد نورانی اور مظفر علی ششی تھے۔ منتظمین و سامعین کا کانفرنس کے اختتام پر متفقہ فیصلہ تھا کہ قاری صاحب کی خطابت کی جولانی افضل تھی اور دلائل و براہین بھی نرالے تھے اور لحن و آوادی میں قراءت قرآن حکیم بھی لا جواب تھی۔

علامہ اقبالؒ کے اس شعر پر انہوں نے تقریر ختم کی سنگ گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہو گا نعمۃ توحید سے

وقت کا دھارا کس تیز رفتاری سے بہتا ہے ۳ دسمبر ۲۰۰۶ء کو جماعت کے مقتدر و نامور اور شعلہ نوا مقرر قاری عبدالخالق رحمانی اس جہان فانی سے آخرت کے راہی ہوئے تھے۔ ۹ سال کے قریب مدت گزر چکی ہے لیکن ان کی ملاقاتوں کی حسین و خوبصورت یادیں اب بھی دل و دماغ کی دنیا میں موجزن ہیں۔ قاری صاحب جس عظیم ہستی کے صاحبزادے تھے وہ تھے علمی دنیا اور مسند درس و تدریس کی زینت و نمونہ اسلاف حضرت مولانا عبدالحبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ۔ ان سطور کے راقم کو دو تین دفعہ جامع مسجد قدس چوک داگرال لاہور کے دارالعلوم میں ان سے ملاقات و مجلس میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہے جسے نصف صدی سے زائد عرصہ بیت چکا ہے مگر ان کے علم و عمل اور پاکیزہ گفتار کے اثرات آج بھی محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت کھنڈیلوی بڑے وجیہ و تکلیل، طویل قد و قامت مگر انتہائی متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ وہ حضرت حافظ محمد عبداللہ روپڑی کے شاگرد رشید تھے۔ ہمارے ممدوح حضرت قاری عبدالخالق رحمانی علیہ الرحمۃ بھی اپنے والد کا عکس حسین حسن و جمال بھری خوبصورت شکل و صورت، توانا جسم اور علم و فضل کے پیکر عالم دین تھے۔ کرتا پا جامہ اور اپچن و قرافی ٹوپی میں ملبوس ان کی شخصیت دیکھنے والوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتی تھی۔ مجھے حضرت قاری صاحب سے ملنے جلنے اور انھیں بیٹھنے کے بہت سے مواقع بھی میسر آتے رہے۔

میرے والد حاجی عبدالرحمن پٹوئی علمائے جماعت کا بڑا احترام کرتے۔ اکثر اوقات علماء کی میزبانی اور ان سے میل جول میں گزارتے۔ روپڑی بزرگوں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ ان کے معروف بھتیجے مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ فیصل آباد میں ہمارے غریب خانہ پر قیام فرماتے تھے۔ قاری عبدالخالق رحمانی کا حافظ محمد اسماعیل صاحب سے قلبی تعلق اور گہرا دوستانہ تھا۔ حافظ صاحب کے ایماء پر ہم نے غالباً

طب و صحت

جو (Barley) شفا بخش غلہ

جناب حکیم دامت برکاتہم

نام:- جو کو عربی میں شعیر، بنگالی میں جب، سندھی میں جو، سنسکرت میں بوہ یا باوا اور انگریزی میں (Barley) کہا جاتا ہے۔

صفات و شناخت:- خوردنی اجناس میں سے ایک عام چیز ہے۔ گندم سے پہلے پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ وہ جو زیادہ بہتر ہوتے ہیں جو سرخ زمین میں کاشت کیے گئے ہوں اور ان کو برسات کا پانی ملتا رہا ہو۔ پوری طرح پکا ہوا اور وزن میں بھاری ہو، تازہ جو زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ اگر ایک سال پرانے ہو جائیں تو زیادہ فائدہ مند نہیں ہوتے۔

مزاج:- سرد خشک مزاج رکھتے ہیں۔

خواص و فوائد:- اس میں گیہوں کی نسبت نشاستہ کم ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اسے بہت پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ اس کا واسطہ بطور روٹی، دلیہ اور بطور ستو احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت ام المذہب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی کریم ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجور کے خوشے کپے ہوئے موجود تھے۔ وہ ان کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ اس میں سے انہوں نے تناول فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھوڑے کھا چکے تو رسول اللہ ﷺ نے روک دیا اور فرمایا کہ: ”تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو اور مزید مت کھاؤ۔“ اس کے بعد میں نے ان کے لیے جو تیار کیے۔ نبی ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ”تم اس میں سے کھاؤ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔“

اسی طرح حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی دعوت کی اور جو کی روٹی کے ساتھ گوشت پکایا۔ حضور ﷺ بڑی محبت سے سالن سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو حکم ہوتا تھا کہ اس کے لیے جو کا دلیہ تیار کیا جائے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے تھے کہ یہ بیمار کے دل سے غم کو

اتار دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار کے لیے جو کو دودھ میں پکا کر اس میں شہد ڈال کر تلیہ تیار کرواتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگرچہ بیمار اس کو ناپسند کرتا ہے لیکن یہ اس کے لیے بہت مفید ہے۔ تلیہ تھکن اور پریشانی کو بھی دور کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تلیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹوں سے غلاظت کو دور کرتا اور دل کے جملہ عوارض کا علاج ہے۔ آپ ﷺ اس تلیہ کو قابل برداشت گرم گرم، بار بار اور خالی پیٹ تناول فرماتے تھے۔

جو کے بارے میں بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ جو کھانے سے خون پیدا ہوتا ہے۔ یہ خون معتدل، صالح اور کم گاڑھا ہوتا ہے۔ فردوس الحکمت میں لکھا ہے کہ جو کو اس کے وزن کے پندرہ گنا پانی میں اتنی دیر تک ہلکی آٹچ پر پکایا جائے کہ تیرا حصہ اڑ جائے۔ اس کو ”آش جو“ کہتے ہیں۔ یہ پانی جسم کی ایک سو بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ شمس الدین شرمقدی اسے فوائد کے لحاظ سے گندم کو کم تر درجہ دیتا ہے۔ مگر وہ گندم سے اس لحاظ سے فضیلت دیتا ہے کہ یہ جسم کی گرمی اور تپش کو کم کرتا ہے۔ اس کا حریرہ قابض دواؤں کے ساتھ دست روکتا ہے۔ جو کے آنے میں چھاپھ ملا کر پینے سے صفراوی تپ، پیاس کی شدت اور معدہ کی سوزش میں فائدہ مند ہے۔ اطباء نے اعصابی دردوں، اورام، سوزشوں اور خارش کی مختلف اقسام میں اس کے استعمال کو مفید بتایا ہے۔ اس کا آنا سرکہ میں گوندھ کر لگانے سے ہر قسم کی خارش میں مفید ہے۔ یہ سرکی پھپھوندی کو دور کرتا ہے۔ اس کے آنے کو شہد کے پانی میں گوندھ کر لپ کر لیں تو بلغمی اورام تحلیل ہوتے ہیں۔ سفرجل (بہی) کا چھلکا اتار کر اسے جو اور سرکہ کے ساتھ پیس کر جوڑوں کے درد اور اعصابی دردوں پر لگانا نفع بخش ہے۔ اس کے ساتھ تخم خیارین (کھیرا) پیس کر پلوری، پستان کے درد پر لگانا مفید ہے۔ جو اور گیہوں کی بھوسی کو پانی میں اہال کر اس پانی سے کلیاں کریں تو دانت کا درد جاتا رہتا ہے۔ ہرے دھنیے کے پانی میں جو کا آنا ملا کر خنازیر اور گرم و سخت اورام تحلیل ہو جاتے ہیں۔ سرکہ میں اس کا آنا ملا کر پیشانی پر لپ کرنے سے گرمی کا درد سر دور ہوتا ہے۔ جو صفرا اور خون کو درست کرتا ہے۔ حلق کے

امراض کو نافع ہے۔ بلغم، جریان اور گرمی کو مٹاتا ہے۔ جسم سے چربی کم کر کے موٹاپا کم کرتا اور جسم کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کی پتلی کچھڑی پکا کر اس میں شہد ملا کر ٹھنڈی کر کے کھانے سے بخار، تپ اور صفراوی درد شکم میں بہت مفید ہے۔

اوپری دودھ پینے والے بچوں کو اگر دودھ میں جو کا پانی ملا کر دیا جائے تو ان کی آنتیں زیادہ تومند رہتی ہیں۔ مثانہ اور پیشاب کی سوزش میں جو کے پانی میں صمغ عربی (کیکر کی گوند) کا سفوف شامل کر کے پلایا جائے تو پیشاب کی جلن کو جلد آرام آ جاتا ہے۔

جدید مشاہدات:- احادیث مبارکہ میں جو کے فوائد کی روشنی میں معدہ و آنتوں کے السر کے مریضوں کو تلیہ دیا گیا۔ السر کا ہر مریض دو سے تین ماہ میں درست ہو گیا۔ جب کہ بہترین علاج کے ذریعے یہ علاج دو سال سے کم عرصہ میں ممکن نہ تھا۔

پیشاب میں خون آور پیپ کے مریضوں میں وجہ چاہے کچھ بھی ہو مناسب علاج کے لیے جو کا پانی اگر شہد میں ڈال کر پلایا جائے تو یہ تکلیف پندرہ روز میں ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات گردے سے پتھری خارج ہو جاتی ہے۔ پرانی قبض کے لیے جو کے دلیہ سے بہتر محفوظ کوئی اور دوا نہیں دیکھی گئی۔

مسٹر مصلح جو سرد مزاج والوں کو مضر ہے، جو نفخ پیدا کرتا ہے۔ مٹی اور کھن، شکر، مصری اور گوشت کا شوربہ اس کی اصلاح کرتے ہیں۔ جو کو ہمیشہ کھاتے رہنے سے پیٹ میں مروڑ اور ریاح پیدا ہوتے ہیں۔ گرم مصالحہ سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔

بدل جو کا بدل موگ ہے۔ وٹامن ”سی“ کا خزانہ جو کو پانی سے غم دیں تو وہ پھوٹے اور اگتے ہیں۔ اس وقت انہیں بھاڑ یا بھٹی میں خشک کر لیا جائے تو ان میں وافر مقدار میں وٹامن ”سی“ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ پھوٹے ہوئے جو زود ہضم اور مقوی ہوتے ہیں۔

جو کا ستو گیہوں یا جو کو صاف کر کے پانی میں بھگو دیا جاتا ہے اور دھوپ میں خشک کر کے بریاں کیا جاتا ہے۔ پھر اس کو پیس کر استعمال کرتے ہیں۔ طبی حوالے سے یہ ایک معتدل غذا ہے۔ سرخ لہضم ہے۔ مسکن حرارت ہے۔ آج کے دور میں لوگ آنا چھان کر روٹی پکاتے ہیں اور بھوسی ضائع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے

خانہ اہل میں علماء کنوئشن

✽ 13 فروری 2015ء، بروز جمعہ المبارک بعد نماز عصر الجامعہ السعیدیہ السلفیہ خانہ اہل میں ڈاکٹر حافظ مسعود عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ کی زیر نگرانی علماء کنوئشن منعقد ہوا۔ جس میں جناب ڈاکٹر عتیق الرحمن فاضل مدینہ یونیورسٹی نے خطاب فرمایا۔ راقم الحروف کی تلاوت قرآن کے بعد جناب مولانا رفیق مدنی حفظہ اللہ مدیر الجامعہ دارالحدیث محمدیہ ملتان نے اپنا وقت ڈاکٹر عتیق الرحمن صاحب کی طرف منتقل کر دیا۔ ڈاکٹر عتیق الرحمن صاحب نے حالات حاضرہ اور علماء کی ذمہ داریاں کے موضوع پر مفصل گفتگو کی۔

ڈاکٹر عتیق الرحمن نے سورۃ العصر کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے زمانے کی قسم کھائی ہے کہ وقت قیمتی ہے۔ سارے کے سارے انسان خسارے میں ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور ایمان عمل کیے۔ ایمان کا دعویٰ تو ہر کوئی کرتا ہے مگر عمل.....!! اس لیے علماء کا حساب و کتاب دوسروں سے سخت ہوگا۔ کیونکہ جاہلوں کو تو علم نہیں کہ کون سا کام کرنا ہے اور کون سا نہیں۔ لیکن یہ تو علم رکھتے ہیں اپنی بات پر انہوں نے حدیث سے دلیل پیش کی کہ قیامت کے دن جہنم میں وہ شخص جو اپنی انتہیوں کے گرد گھوم رہا ہو گا کہ علم کے باوجود عمل نہیں کرتا تھا۔ اس لیے آج ہمیں خود کو سنوارنے کی ضرورت ہے۔ جب ہمارا کردار لوگوں کے سامنے ہو گا تو ہماری بات کا لوگوں پر اثر ہوگا اور معاشرہ سنورتا چلا جائے گا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے بھی لوگوں کے سامنے اپنے کردار اور اپنے عمل کو پیش کیا تھا۔ اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کو جب جیل سے بادشاہ نے بلایا تو انہوں نے کہا اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک میرا کردار صاف نہیں ہو جاتا۔ اور جب عورتوں نے گواہی دے دی کہ یوسف تو پاک صاف ہے غلطی ہم ہی تھی تو پھر جیل سے نکلے۔ آج ہمیں بھی اپنے کردار اور عمل کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اسی معاشرے میں تبدیلی آئے گی۔

ڈاکٹر عتیق الرحمن صاحب کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ خود اپنے آپ کو سنوار لیں۔ ایسے پروگرام بار بار ہونے چاہئیں۔

ان کے بعد ڈاکٹر حافظ مسعود اظہر نے علماء اور بالخصوص مولانا علی محمد سعیدی کے دونوں صاحب زادوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ عامۃ الناس کو جمع کرنا مشکل کام نہیں، علماء کو جمع کرنا بہت مشکل ہے۔ قاری سیف اللہ عابد امیر ضلع خانہ اہل نے اختتامی کلمات میں کہا کہ یہ ترقیاتی پروگرام ہر اعتبار سے کامیاب ہے۔ آخر میں ڈاکٹر صاحب نے دعا کروائی جبکہ اس پروگرام میں نقابت جناب محمد ہاشم کر رہے تھے۔ اس کے بعد تمام علماء کرام کی بہترین کھانے سے ضیافت کی گئی اور مہمانوں نے رخت سفر باندھا۔

رپورٹ: حافظ عمر فاروق راشد

مدرس الجامعہ السعیدیہ السلفیہ خانہ اہل

اخبار الجماعۃ

چیز میں انتخابی بورڈ ڈاکٹر عبدالغفور راشد کی

رجیم یار خاں میں تشریف آوری

✽ مرزا افتخار بیگ امیر ابوظہبی ثناء اللہ شاہد قصوری ناظم تحصیل رجیم یار خاں کی دعوت پر محترم جناب ڈاکٹر عبدالغفور راشد چیز میں مرکزی انتخابی بورڈ شہر رجیم یار خاں میں تشریف لائے اور 30 جنوری 2015ء کا خطبہ جمعہ ضلعی مرکز الحمدیث مبارک مسجد میں ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں آپ مرکز منہاج الاسلام الحمدیث (مرکز ثناء اللہ قصوری والا) میں تشریف لائے اور تفصیلی معائنہ کیا۔ پھر مرکزی جامع مسجد مبارک میں خواجہ بشیر احمد تحصیل امیر خان پور اور چوہدری بابر اور یس امیر ظاہر بھیکر کی معیت میں ساجد میر فری لاہیری کی افتتاح کیا۔ 3 بجے دوپہر روزنامہ ”ایکسپریس“ کے دفتر میں انٹرویو دیا اور حالات حاضرہ پر تفصیلی گفتگو کی اور وہاں امیر تحصیل رجیم یار خاں مرزا افتخار بیگ، تحصیل ناظم قاری ثناء اللہ شاہد قصوری اور ناظم وکلاء سفیدہ ابد فاروق ساگی خواجہ بشیر احمد تحصیل امیر خان پور اور چوہدری بابر اور یس بھی موجود تھے۔ شام کو جامعہ محمدیہ خان پور میں ضلعی میننگ میں شرکت کی خواجہ بشیر احمد تحصیل امیر خان پور نے آپ کے اعزاز میں پر تکلف عشاء دیا۔ 9 بجے شب مرزا افتخار بیگ ثناء اللہ شاہد قصوری نے اسٹیشن پر نہایت گرمجوشی اور دعاؤں کے ساتھ انہیں رخصت کیا۔

منجانب: ابوظہبی قاری ثناء اللہ شاہد قصوری ناظم تحصیل رجیم یار خاں

تبلیغی پروگرام

✽ مرکزی جمعیت الحمدیث تحصیل سلاوالی کے زیر اہتمام زیر نگرانی چوہدری محمد شبیر جامع مسجد عربا بن ساریہ چک نمبر 11 شمالی میں تحفظ ناموس رسالت کے عنوان پر ایک تبلیغی پروگرام منعقد ہوا۔ قاری احسان فاروقی کی تلاوت اور قاری عبید اللہ معاویہ کی لکھ کے بعد مولانا محمد اسماعیل اسد جھنگوی مدیر مرکز اہل بیت الحمدیث سلاوالی نے مفصل خطاب فرمایا۔

عظمت مصطفیٰ پروگرام

✽ مرکزی جمعیت الحمدیث تحصیل سلاوالی کے زیر اہتمام زیر نگرانی چوہدری حاجی محمد اعظم جامع مسجد توحید الحمدیث چک نمبر 125 شمالی میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے عنوان پر تبلیغی پروگرام منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید قاری محمد ارشد اور حافظ سرفراز احمد جزل سیکرٹری الحمدیث یوتھ فورس تحصیل سلاوالی نے شاندار خطاب فرمایا۔

ضلع ساگھڑ سندھ کی تبلیغی سرگرمیاں

✽ مرکزی جمعیت الحمدیث ضلع ساگھڑ کے ناظم مولانا سیف اللہ ربانی نے 9 جنوری کا جمعہ المبارک جامع مسجد بلال الحمدیث ٹنڈو آدم میں ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے سیرت و شان مصطفیٰ ﷺ کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی۔ شرکاء کے لیے کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

✽ مرکزی جمعیت الحمدیث ضلع ساگھڑ کے امیر مولانا اظہر اقبال باجوہ نے 9 جنوری کا خطبہ جمعہ جامع مسجد الفردوس الحمدیث کوٹھ خیر محمد مری ٹنڈو آدم میں ارشاد فرمایا جس میں احباب کو مرکزی جمعیت الحمدیث کی کاوشوں سے آگاہ کیا اور جماعتی وابستگی کا عہد بھی لیا۔

✽ الحمدیث یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ کے نائب صدر حافظ محمد بلال ربانی آف سمبویال نے 16 جنوری کا خطبہ جمعہ مولانا سیف اللہ ربانی کی دعوت پر مرکز الفردوس الحمدیث ٹنڈو آدم میں محبت رسول کے عنوان پر ارشاد فرمایا۔ احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے مرکز اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگی داماں کا مظہر تھا۔

✽ 17 جنوری بروز ہفتہ جامع مسجد قباء الحمدیث کوٹھ خیر محمد مری میں مولانا حافظ محمد بلال ربانی نائب صدر الحمدیث یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ نے بعد نماز فجر درس قرآن ارشاد فرمایا۔

منجانب: ناظم نشر و اشاعت

جامع مسجد الحمدیث نیالا ہور کا افتتاح

✽ ملک کے ممتاز خطیب مولانا منظور احمد صاحب (گوجرانوالہ) 8 مارچ بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد الحمدیث نیالا ہور کا افتتاح کریں گے اور درس قرآن دیں گے۔ جبکہ 13 مارچ کا خطبہ جمعہ المبارک جامع مسجد الحمدیث 155 گ ب چاہلان تحصیل گوجرہ میں ارشاد فرمائیں گے۔ تحصیل گوجرہ کے امیر حافظ محمد اسلم جٹ کے مطابق دونوں پروگرام مرکزی جمعیت و الحمدیث یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کے زیر اہتمام ہوں گے۔

منجانب: محمد سرفراز حسن ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

تصحیح

✽ شمارہ نمبر 8 مجریہ 27 فروری 5 ربیع الثانی 2015ء کے صفحہ 26 پر ”ہدیہ تبریک“ کا اشتہار شائع ہوا ہے۔ ضلع نکانہ کا انتخابی اجلاس 28 جنوری کو نہیں بلکہ 28 دسمبر 2014ء کو جامع مسجد رحمانیہ الحمدیث نزد چوگنی نکانہ میں منعقد ہوا تھا۔ قارئین کرام تصحیح فرمائیں۔ (ادارہ)

حرم رسول ریلی

✽ مرکزی جمعیت الہدیہ و الحمد یث پوتھ فورس کی اپیل پر 23 جنوری جمعۃ المبارک کے روز شہر بھر کی تمام مساجد الہدیہ میں خطباء نے حرم رسول اور گستاخ رسول کی سزا پر خطبات ارشاد فرمائے بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان حرم رسول ریلی نکالی گئی۔ جس کی قیادت مولانا میاں نذیر احمد مولانا محمد زبیر مجاہد امیر تحصیل پٹوٹی قاری ابراہیم حامد امیر حبیب آباد مولانا حبیب الرحمن یزدانی ناظم حبیب آباد نے کی۔ ریلی چوک چوچک سے شروع ہوئی اور شہر بھر کا چکر لگا کر مشرقی بانی پاس جاوید نگر پر اختتام پذیر ہوئی۔ مختلف مقامات پر قاری عبدالرشید اور مولانا قاری عبدالحفیظ مولانا حبیب الرحمن یزدانی قاری عبدالباقی مجاہد حافظ محمد سلفی خطیب جامع محمدیہ اور قاری فاروق اعظم صدر الہدیہ پوتھ فورس حبیب آباد نے اور مولانا طارق ثاقب اور مبشر رحمن نے خطابات فرمائے۔ تمام علماء کرام اور شرکاء ریلی نے گستاخانہ خاکوں کی بھرپور مذمت کی۔

منجانب: حبیب الرحمن یزدانی، ناظم حبیب آباد

قاریہ وحافظ کی فوری ضرورت

✽ مدرسہ دارالقرآن والحدیث للبنات مسکین پورہ لاہور میں شعبہ تحفیظ القرآن کے لیے قاریہ وحافظ کی ضرورت ہے معقول تنخواہ دی جائے گی۔ 0300-4841340

✽ مدرسہ ہذا میں شعبہ تجوید وقرآن و تحفیظ القرآن برائے طلبہ کے لیے داخلہ جاری ہے اپنے بچوں کو داخل فرما کر قرآن کے نور سے منور فرمائیں۔

منجانب: عبدالغفور حسن مدرسہ دارالقرآن والحدیث مسکین پورہ لاہور

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ (مالیوس ہونا گناہ ہے)۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

تقریب تقسیم اسناد

✽ مورخہ 15 مارچ 2015ء بروز اتوار بعد نماز عشاء ام المدارس جامعہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو تحصیل تاندلیا نوالہ ضلع فیصل آباد کی تقریب تقسیم اسناد منعقد ہوگی۔ اس موقع پر ملک بھر سے علمائے کرام اور نامور مبلغات و مبلغین خطابات فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: حاجی محمد عبداللہ شفیق ناظم جامعہ ہذا۔
ابوالاحشا حمزہ طور ناظم نشر و اشاعت جامعہ ہذا

سنو ڈنس سیمینار

✽ 10 فروری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء مرکز الاصلاح خانیوال میں الہدیہ سنو ڈنس فیڈریشن کے زیر اہتمام حافظ سیف اللہ عابدی کی زیر امارت سیمینار منعقد ہوا۔ جاوید اقبال بخاری مولانا عبدالرزاق طاہر حافظ صفوان احمد فاروقی قاری حمزہ مشہدی ودیگر نے خطابات فرمائے۔ پروگرام کے آخر میں جاوید اقبال بخاری نے کہا کہ میں خود اپنے وفد کے ہمراہ اپریل کے شروع میں مختلف اضلاع کا دورہ کروں گا اور ASF کو متحرک کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

منجانب: حافظ عمار سعیدی سیکرٹری نشر و اشاعت ضلع خانیوال

خطبہ جمعۃ المبارک

✽ 13 فروری 2015ء کا خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرحمن سلفی امیر تحصیل سلانوالی نے جامع مسجد محمدی الہدیہ ڈیرہ دہلہ چک نمبر 124 جنوبی میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے عنوان پر پڑھایا۔

درس قرآن

✽ مرکزی جمعیت الہدیہ سٹی کوٹ رادھا کشن کے زیر اہتمام 25 فروری بروز بدھ بعد نماز فجر جامع مسجد مبارک الہدیہ سٹی کوٹ میڈیاں کوٹ رادھا کشن میں مولانا عبدالرشید اصغر المعروف اللہ والے نے سورۃ عصر کے حوالہ سے درس قرآن دیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

منجانب: حافظ محمد زکریا عاصم ناظم سٹی کوٹ رادھا کشن

پنجابی خطیب کے خواہشمند متوجہ ہوں!

✽ تجربہ کار فاضل درس نظامی اور خوش الحان پنجابی خطیب کے خواہشمند اس نمبر پر رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر: (مولانا) احسان اللہ 0306-6465360

جامع مسجد کی توسیع میں تعاون فرمائیں

✽ جامع مسجد الہدیہ محلہ شوکت آباد لنک سوئی گیس روڈ گوجرانوالہ کا راستہ بندگی میں ہے۔ مین آبادی اور سڑک کی طرف سے مسجد کو راستہ دینے کے لیے اور مسجد کو وسیع کرنے کے لیے ملحقہ پلاٹ کی اشد ضرورت ہے۔ مسجد کے لیے جگہ وقف فرما کر تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

رابطہ: قاری محمد اسلم شاہ کو قاری محمد سلمان

0300-6487309-0301-6405596

ضروری اعلان

✽ مرکزی جمعیت الہدیہ ضلع ننکانہ کی طرف سے اب تک جو تزکیہ جاری کیے گئے ہیں انہیں منسوخ کر دیا گیا ہے۔ احباب جماعت مطلع رہیں۔ (امیر ضلع ننکانہ)

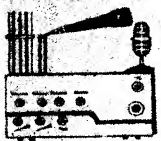
مرکزی جمعیت سٹی کوٹ رادھا کشن کا اجلاس

✽ 8 فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد فاروق اعظم مرکزی جمعیت الہدیہ سٹی کوٹ رادھا کشن میاں خالد سیف اللہ امیر سٹی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حافظ احمد اللہ سلیم نے حاصل کی اور اجلاس میں درج ذیل فیصلے کیے۔

✽ ماہانہ درس قرآن کا پروگرام ہوا کرے گا اور ہر اجلاس میں درس قرآن ہوگا۔

اجلاس میں جماعتی احباب کی حاضری یقینی بنانے پر زور دیا گیا۔ اجلاس میں چوہدری محمد حنیف کبوترچہ چوہدری ایوب ڈاکٹر نعیم انصاری چوہدری عبداللطیف اور ذوالفقار علی کے علاوہ کثیر جماعتی احباب نے شرکت کی اور آخر میں راقم نے دعائے خیر کرائی۔

منجانب: حافظ محمد زکریا عاصم ناظم سٹی



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

مرکز الہدیت مبارک مسجد مسلم بازار رحیم یار خان

خطبات جمعۃ المبارک

20 مارچ 2015 قاری محمد اویس آف رحیم یار خان	13 مارچ 2015 مولانا نعیم الرحمن شیخوپوری مقررین بیان	6 مارچ 2015 رانا محمد شاہد آف کتلاہ
10 مارچ 2015 عبدالغنی ثاقب آف ملتان	3 مارچ 2015 قاری محمد یوسف محمدی پاشا جاسو سلاہ صادق آباد	27 مارچ 2015 ڈاکٹر عبدالغفور راشد پشاور
8 مارچ 2015 مولانا محمد عمران مغل سورکڑی محمد احمد	24 مارچ 2015 محمد اکرم شہزاد آف خطیب اسلام	17 مارچ 2015 قاری القرآن عبد الرحیم کلیم آف درغانی خان

مرزا افتخار بیگ تحصیل امیر مرکزی جمعیت الہدیت 0345-8404089

دارالحدیث اوکاڑہ کی سالانہ تقسیم اسناد پر 55 ویں سالانہ تعلیمی و تبلیغی کانفرنس۔ ان شاء اللہ

بیت
مدارس
دارالحدیث
اوکاڑہ

محقق عالم دین
حضرت مولانا محمد عمر صدیق صاحب
آف گوجرانوالہ

ترجمان مسلک الہدیت
حضرت مولانا سبطین شاہ نقوی صاحب
آف سرگودھا

واعظ و انشیں
حضرت مولانا انعام اللہ عثمانی صاحب
خطیب ساہیوال

واعظ شیریں بیان
حضرت مولانا عبدالباسط صاحب
آف شیخوپورہ

مؤرخہ
14
مارچ
بروز ہفتہ
بعد نماز
عشاء

سابقہ روایات کے مطابق دیگر علمی شخصیات تشریف لارہی ہیں۔ احباب بھرپور شرکت کریں خصوصاً ادارہ سے فارغ ہونے والے علماء و حفاظ اپنی آمد کو یقینی بنائیں۔

عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث اوکاڑہ 0312-4403173



محبون تسکین دل

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

قیمت 1200 روپے
وزن 600 گرام

محبون قوت اعصاب زعفرانی

☆ خوشگوار زندگی کے لحاظ مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

پاکستان بھری

ہوم ڈیلیوری
0314-3085577

آب سیب	آب انار	آب اورک	درق نقرہ	ختم خرفہ
آب بھری	آب یمن	شہد خالص	بہمن سفید	خود ہندی
زعفران	مرورید	درق طلاء	کشتیر	بازو نمہ
ابرقم	گل سرخ	گل نیلوفر	ختم کاہو	درق حقیرنی
صندل سفید	طباخیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز ترپوز
گل دھنی	الاجکی خورد	کبر باخی	بہمن سرخ	

زعفران	جاکل	ناکرموتھ	مغز بندق	آرد خما	جوہر آہن
مصلی	جلوتری	چمچ	مغز بنولہ	سکھاڑا	کشت چاندی
مردارید	دارچینی	اکر	الاجکی خورد	چمچ کا کج	شکوذاذخر
درق طلاء	لوگ	ماکس	الاجکی کلاں	چمچ خش پنبہ	33 اجزاء
درق نقرہ	گوند ککر	جڑ موسکے	ترنجبین	الہجر	



تکبیر

ٹرپولز اینڈ ٹورز
(پرائیویٹ) لمیٹڈ

حج - عمرہ - ایئر ٹکٹنگ

وزارت مذہبی امور لائسنس نمبر 3246

فاضل مدینہ یونیورسٹی - ان شاء اللہ
0300-8450426

قافلہ حج : مولانا محمد زبیر عقیل
زیر قیادت

- ☆..... آپ فاضل مدینہ یونیورسٹی عالم دین کی قیادت میں حج ادا فرمائیں گے۔
- ☆..... ارکان حج کی ادائیگی اور نماز باجماعت کی ادائیگی مسنون طریقہ سے ہوگی۔
- ☆..... منی اور عرفات میں قیام کے دوران دروس کا اہتمام ہوگا اور آپ کو پیش آمدہ مسائل کی دینی رہنمائی میسر ہوگی۔ ان شاء اللہ

سعودی کمپنی سے ڈائریکٹ ایگریمنٹ
بہترین ہوٹلز، لگژری ٹرانسپورٹ
اعلیٰ سروسز، بااخلاق سٹاف
پیکجز کے لئے رابطہ کریں۔



سردار محمد نواز ڈوگر - 03004699430

شاہرسنٹر موٹر سمن آباد ملتان روڈ لاہور فون 2-042-37525001

خسرج 2 ہیں! رحمن کے لیے شیطان کے لیے آپ کا خرچ کس کیلئے؟



مال و اولاد اور
صحت و سلامتی
کے یقینی تحفظ
کیلئے رب کی راہ
میں خسرج کیجئے

امام گعہ شیخ ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس

اور متعدد علماء کرام کے مطابق آج تبلیغ اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ میڈیا ہے۔ میڈیا پر دین اسلام کی ترویج کے لیے خرچ کرنا عصر حاضر کا اہم ترین تقاضا ہے۔

احراجات کی اپنی دیگر خدمات میں
میڈیا کا کردار اور صحیح پاد کیسے

یاد رکھیے! میڈیا کے ذریعے دین پر یلغار کا جواب میڈیا ہی سے دیا جاسکتا ہے اور یہ جواب دینا ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے۔

پیغام آئی وی کتاب و سنت کی تعلیمات کے فروغ
کیلئے کوشاں ہے۔ پاکستان سمیت 65 سے زائد ممالک میں اور
انٹرنیٹ، موبائل اپیلی کیشنز پر لائیو سٹریمنگ کے ذریعے دنیا بھر
میں پیغام آئی وی کی نشریات جاری ہیں۔

برائے ترسیل زر

اکاؤنٹ نمبر: 0010000739200018 برانچ کوڈ: 041-0546

الائیڈ بینک لمیٹڈ، ٹیمپل مارکیٹ لاہور

Ph: 0423 7722876-77 | Email: hr@paigham.tv | www.paigham.tv

رب کی راہ میں خرچ کے ثمرات:
"کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اسے بڑھاتا چلا جائے اور اس کیلئے پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے؟"
(الحمد: 57)

شیطان کی راہ میں خرچ کا انجام:

جولوہ اللہ کی راہ روکنے کے لیے خسرج کرتے ہیں، وہ خرچ کریں گے، پھر وہ خرچ ان کے لیے باعث ندامت ہوگا اور پھر وہ مغلوب ہو گئے رہیں گے۔
(انفال: 36)



اس صدقہ جاریہ میں اپنا حصہ ڈالیں
میڈیا کے میدان میں دین اسلام
کے استحکام کا ذریعہ بنیں!



مبشر احمدی ڈائریکٹر فنانس، پیغام آئی وی

0300-4184328

Weekly **AHL- E - HADITH**

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:

Tell: 042-37729933
Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V.

042-37722876

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک بار پھر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت الامیر
پروفیسر
جناب
حافظ

ساحد میر

کی ذات کرامی قدرت ایوان بالا (سیٹ) منور ہونے کو ہے

اہل اسلام اور احباب جماعت کو
مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

پسوری
مفتی کفایت اللہ شاہ

پسوری
محمّد خلیق خان

پسوری
محمّد شفیق خان

جانب
من